بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتخاب

دیوان حسرت موہانی

(جلد دوم)

جس میں سید فضل الحسن حسرت موہانی۔ بی۔ اے۔ سابق ایڈیٹر اردوئے معلّٰی و تذکرۃ الشعراء علیگڈھ
کے دیوان حصہ پنجم۔ ششم۔ ہفتم۔ ہشتم۔ نہم و دہم کی جملہ بہترین
غزلوں کے منتخب اشعار درج ہیں۔

(از جون سنہ ۱۹۱۹ء تا اپریل سنہ ۱۹۲۴ء)

جس کو

اسحٰق علی علوی مالک مطبع نے اپنے

الناظر پریس واقع لکھنؤ میں چھاپا

اور

بیگم حسرت موہانی نے کانپور سے شائع کیا

طبع اول
۱۲۵۰ جلد

قیمت فی جلد
۶ /

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اس سے قبل سنہ ۱۹۱۹ء میں انتخاب دواوین حسرت کی پہلی جلد چھپکر شائع ہو چکی ہے جس میں دیوان حسرت حصہ اول دوم سوم و چہارم کا انتخاب درج کیا گیا تھا اب سنہ ۱۹۲۵ء میں حصۂ پنجم سے لیکر حصۂ دہم تک کا انتخاب جلد دوم کی صورت میں پیش کیا جاتا ہے ہر ایک حصہ علٰحدہ علٰحدہ بھی حسب تفصیل ذیل دستیاب ہو سکتا ہے۔

دیوان حسرت	حصۂ اول - دوم - سوم و چہارم جس کا پانچواں ایڈیشن یکجائی طور پر چھاپا گیا ہے - قیمت فی جلد . . . . عہ/
دیوان حسرت حصۂ پنجم	سنہ ۱۹۱۸ء سے اپریل سنہ ۱۹۲۲ء تک کا کلام قیمت ۴/
دیوان حسرت حصۂ ششم	مئی سنہ ۲۲ء سے ستمبر سنہ ۲۳ء تک کا کلام - قیمت ۸/
دیوان حسرت حصۂ ہفتم	۲۰ ستمبر سنہ ۲۳ء سے ۳۰ ستمبر سنہ ۲۳ء تک کا کلام - قیمت ۴/
دیوان حسرت حصۂ ہشتم	یکم اکتوبر سنہ ۲۳ء سے ۹ نومبر سنہ ۲۳ء تک کا کلام قیمت ۲/
دیوان حسرت حصۂ نہم	۱۰ نومبر سنہ ۲۳ء سے ۱۳ دسمبر سنہ ۲۳ء تک کا کلام - قیمت ۴/
دیوان حسرت حصۂ دہم	جنوری سنہ ۲۴ء سے مارچ سنہ ۲۵ء تک کا کلام - قیمت ۳/
ضمیمۂ دیوان حسرت	زمانۂ طالبعلمی موہان - فتحپور و علیگڈھ کا کلام قیمت ۳/
انتخاب دواوین حسرت جلد اول	دیوان حسرت حصۂ اول دوم سوم و چہارم کا انتخاب - ۸/

المشتہر

بیگم حسرت موہانی - کانپور

خانقہ سے تا درِ پیرِ مغاں لیجائیگا
دل کہاں سے مجھکو لایا ہے کہاں لیجائیگا

عاشقوں کے ہونگے راہِ یار میں کیا کیا ہجوم
شوق جنکو کارواں در کارواں لیجائیگا

جسقدر چاہیں چھپاکر دلکو ہم رکھیں مگر
جب وہ آئیگا تو اکدن ناگہاں لیجائیگا

ہم ضعیفانِ محبت کا پہنچنا تھا محال
منزلِ مقصود تک وہ نوجواں لیجائیگا

قدر ہوگی میرے ضبطِ شوق کی اُس دم عیاں
جب سنا کر خود مجھے وہ جانِ جاں لیجائیگا

عشق نقدِ دل کے بدلے حسن کے بازار سے
مفت گویا درد کی جنسِ گراں لیجائیگا

رائگاں حسرت نہ جائیگا مرا مشتِ غبار
کچھ زمیں لیجائیگی کچھ آسماں لیجائیگا

شکوۂ غم ترے حضور کیا
ہمنے بیشک بڑا قصور کیا

دردِ دل کو تری تمنا نے
خوب سرمایۂ سرور کیا

یہ بھی اک چھیڑ ہے کہ قدرت نے
تمکو خود بیں ہمیں غیور کیا

نورِ ارض و سما کو ناز یہ ہے
کہ تری شکل میں ظہور کیا

آپ نے کیا کیا کہ حسرت سے
نہ لے حُسن کا غرور کیا

کبھی کی تھی جو اب وہ کیجیے گا
مجھے پوچھکر آپ کیا کیجیے گا

مرے دعوئے بے نیازی کو سنکر
کہینے وہ کہ پھر التجا کیجیے گا"

تغافل میں شانِ جفا پھر ہے پیدا
محبت کی پھر ابتدا کیجیے گا

وہ کہنا ترا یاد ہے وقتِ رخصت
کبھی خط بھی ہمکو لکھا کیجیے گا

جوانی میں عشقِ بتاں بس ہے حسرت
بڑھاپے میں یادِ خدا کیجیے گا

[illegible]

رنگ تیری شفق جمالی کا — اک نمونہ ہے بے مثالی کا
لااُبالی مزاجِ یار کو غم — کیوں ہو میری شکستہ حالی کا
بزمِ ساقی میں دیدنی ہے سماں — خُمِ لبریز و جامِ خالی کا
آئینہ ہے تبسمِ لبِ دوست — حسنِ خوباں کی بے مثالی کا

کچھ تو کر پاس اے وفا دشمن
لبِ حسرت کی بے سوالی کا

(ق ۲)

[illegible]

منزلِ وصلِ یار ہے پیدا — درمیانِ حدودِ بیم و رجا
دلِ انساں میں تابِ شعلۂ عشق — حسنِ مطلق کی روئے حق میں ضیا
پردۂ حسن و عشق میں ہے وہی — الغرض نورِ ارض و نورِ سما
پھر نہ کیوں وصلِ حسن و عشق سے ہو — نور بالائے نور جلوہ نما
جان دیدی ہو چکے اُنکے حضور — ہمنے اور اُن سے کچھ کہا نہ سُنا
اے تری یاد سقمِ جاں کا علاج — اے ترا ذکر دردِ دل کی دوا
کچھ بھی شہرِ وصال دور نہیں — جذبۂ شوق ہو جو راہ نما
ہم رضا کار ہیں خدا کی قسم — ہم نہ ہونگے مگر شہیدِ وفا

ہوگئے محوِ عشق سب حسرت
اب غمِ ہجر ہے نہ شوقِ لقا

[illegible]

سب سے شوخی ہے اک ہمیں سے حیا — اے فریبِ نگاہِ یار یہ کیا
سادگی میں وہ پھر بھی ہیں یکتا — باوجود ہجومِ ناز و ادا
جان دیدی تو کیا گناہ کیا — آپ کس بات پر ہیں ہم سے خفا

اب وہ ملتے بھی ہیں تو یوں کہ کبھی
ہمکو منظور سب ہے سب مرغوب
میں بھی ہوں اک فقیرِ حاجتمند

ہمسے کچھ واسطہ نہ تھا گویا
تجھسے جو کچھ ملے سزا کہ جزا
کرم اسے بادشاہِ جود و عطا

خوب لکھی غزل جزاک اللہ
حسرت سحر کار کیا کہنا

شوق وصالِ یار کے قابل بنا دیا
دے دے کے مفت جان شہیدانِ عشق نے
شوقِ لقائے یار نے راہِ مرادمیں
آخر فراغتِ غمِ دل نے ہوس کو بھی

دل کیا تھا عاشقی نے اُسے دل بنا دیا
اُس نازنین کو شاہدِ قاتل بنا دیا
سختی کو رشکِ نرمیٔ منزل بنا دیا
کونین کے خیال سے غافل بنا دیا

[illegible]

کیا چیز تھی وہ مرشدِ وہاب کی نگاہ
حسرت کو جس نے عارفِ کامل بنا دیا

اک جو یے دے کے ہمیں شیوۂ یاری آیا
اُنکے آگے لبِ فریاد بھی گویا نہ ہوے
آرزو حال جو اپنا اُنھیں لکھنے بیٹھی
واں سے ناکام پھرے ہم تو دریا تک
دلِ پُرشوق میں آئی کرمِ یار کی یاد
تیرے انکار سے فی الفور ہوا کام تمام

وہ بھی کچھ کام نہ خدمت میں تمھاری آیا
چپ رہے ہم جو دمِ شکوہ گزاری آیا
قلمِ شوق لیئے نامہ نگاری آیا
خونِ حرماں دلِ مجروح سے جاری آیا
یا چمن میں قدمِ بادِ بہاری آیا
زخم ایسا سرِ امید پہ کاری آیا

گھر کے آئی جو گھٹا ہمنے یہ جانا حسرت
وقت شوریدگی و بادہ گساری آیا

آئی جو اُنکی یاد مرا دل ٹھہر گیا
مرکز وصالِ یار ہوا دل ٹھہر گیا

دعوے غمِ فراق کا باطل ٹھہر گیا
منزل ملی مسافرِ منزل ٹھہر گیا

ہم سر جھکا چکے تھے علم ہو چکی تھی تیغ
پھر کیا کیا خیال کہ قاتل ٹھہر گیا

دل خوش ہوا جو آپ ہوئے مائل ستم
یعنی میں التفات کے قابل ٹھہر گیا

دل کو ولا سے یار پہ حاصل ہوا قیام
پایا جو اس جہاز نے ساحل ٹھہر گیا

خواب و خیال ہو گئیں اگلی وہ صحبتیں
پھیرا ابھی اُس نواح کا مشکل ٹھہر گیا

فرزانگی تصور ہے دنیائے عشق میں
دیوانہ جو ہوا وہی کامل ٹھہر گیا

تیر نگاہ یار کا مشکل ہے سامنا
میرا ہی تھا جگر کہ مقابل ٹھہر گیا

بیچارگی میں رٹ جو لگی اُنکے نام کی
تسکینِ جان زار ہوئی دل ٹھہر گیا

[illegible]

اچھا ہوا کہ مملکت حسن و عشق میں
حسرت وہ پادشاہ میں سائل ٹھہر گیا

جواب اُنسے ملنا دوبارا نہ ہوگا
تو جینا بھی شاید ہمارا نہ ہوگا

ہمیں گھر میں لائے تو بولی یہ وحشت
یہاں پر ہمارا گزارا نہ ہوگا

تصور میں ملتے رہینگے وہ ہمسے
غم ہجر بھی ناگوارا نہ ہوگا

اُجڑ جائیگی بزم رنداں جو ساقی
مروت نہ ہوگی مدارا نہ ہوگا

[illegible]

کوئی شکوہ سنج ستم اور ہونگے
وہ کہتے ہیں حسرت تمہارا نہ ہوگا

عہد یک عمر فراغت سے بھی خوشتر گزرا
وہ جو اک لحظہ تری یاد میں ہمبر گزرا

تیرے انکار سے ارباب تمنا کے لئے
وصل کا دن بھی شب غم کے برابر گزرا

مجھسے اب ملکے تعجب ہے کہ عرصا اتنا
آجتک تیری جدائی کا یہ کیونکر گزرا

لوگ سب جان گئے چھپ نہ سکی شوق کی بات
میں گلی سے جو تری ہو کے مکرر گزرا

[illegible]

اب وہ آئیں بھی تو کیا روئیں بھی تو کیا حسرت
ہجر میں تجھکو جو کرنا تھا سو تو کر گزرا

معطر پا کے بوئے حسن سے سارا بدن اپنا
وہ سونگھا کرتے ہیں غنچہ دہی تو اکثر پیرہن اپنا

رقیبوں کی ہمارے بعد اب اتنی بھی کیا کثرت
کبھی تم غور سے دیکھو تو رنگ انجمن اپنا

کچھ اس عالم میں وہ بے پردہ نکلے سیر گلشن کو
کہ نسریں اپنی خوشبو رنگ بھولی نسترن اپنا

وہ رحم آیا تجھے مجبوری شوق شہادت پر
خبر لے ہاتھ کی خنجر سنبھال اے تیغ زن اپنا

سبھی کچھ ہو گیا انکا ہمارا کیا رہا حسرت
نہ دیں اپنا نہ دل اپنا نہ جاں اپنی نہ تن اپنا

(۲۸ نومبر سنہ ۱۳ء [illegible] جیل)

انہیں دیکھا جو ماجرا دیکھا
کیا بتائیں کسی سے کیا دیکھا

ہمنے غیرت کو بھی کرم سے ترے
بارہا محو التجا دیکھا

نہ بچا اس نگاہ ناز سے دل
ہمنے سو سو طرح بچا دیکھا

تو کسی کا نہیں تجھے ہمنے
خوب اے شوخ بے وفا دیکھا

غیر جانا انھیں سو کیوں حسرت
عشق سے حسن کو جدا دیکھا

(۱۰ نومبر سنہ ۱۳ء [illegible] جیل)

ہر گھڑی ورد لب شوق ہے افسانہ ترا
بے خبر تیرے سوا سب سے ہے دیوانہ ترا

کتنے دل ہیں ترے قابو میں زہے شان جمال
جا بجا کلمہ جو پڑھتے ہے شوکت شاہانہ ترا

پایۂ عرش کو از خود نہیں جنبش اے دل
دیکھ پہنچا ہے کہاں نعرۂ مستانہ ترا

بے خرد ہو کے محبت کی بدولت اے عقل
نام بھی اب نہیں لیتا دل فرزانہ ترا

فکر کونین سے بیگانہ ہوا تو حسرت
خوب ٹھہرا غم جانانہ سے یارانہ ترا

(۱۱ نومبر سنہ ۱۳ء [illegible] جیل)

(ق)

ترے حسن کا دور دورا رہیگا
نہ میرا یہ جوش تمنا رہیگا

اگر سالہا سال بعد فنا بھی
زمانے میں دونوں کا چرچا رہیگا

ق

نہ سرمایہ داروں کی نخوت رہیگی
نہ حکام کا جور بیجا رہیگا

۲۸ نومبر ۱۹۴۲ء بروز دوشنبہ ۲ بجے

زمانہ وہ جلد آنے والا ہے جسمیں
کسی کا نہ محنت پہ دعویٰ رہیگا

مرے شوق کا ہے جو مضطر ابھی سے
بھلا وصل میں کیا ٹھکانا رہیگا

جو مٹ جائیگا ہو کے خاک اُس گلی کی
وہ اچھا رہا ہے وہ اچھا رہیگا

ترے عشق میں دعوئی صبر حسرت
ابھی تک بھلا کیسا رہا کیا رہیگا

---

۲۹ نومبر ۱۹۴۲ء ۲ بجے بروز دوشنبہ

کوچہ اُس فتنۂ دوراں کا دکھا کر چھوڑا
دل نے آخر ہمیں دیوانہ بنا کر چھوڑا

پردہ ہمسے جو وہ کرتے تھے نہ کرنے پائے
شوق بیباک نے اُسکو بھی اُٹھا کر چھوڑا

بزم اغیار میں ہرچند وہ بیگانہ رہے
ہاتھ آہستہ مرا پھر بھی دبا کر چھوڑا

تجھسے ملنے پہ کسی کی ہمیں پروا نہ رہی
سبکو دنیا میں تری یاد لگا کر چھوڑا

لطفِ ماضی کی جو کچھ یاد تھی باقی ہمیں
اُسکو بھی تیرے تغافل نے مٹا کر چھوڑا

مجھکو معلوم ہے پیمانۂ مے میں ساقی
تو نے جو کچھ کہ مری آنکھ بچا کر چھوڑا

مرگ حسرت کا بہت رنج کیا آخر کار
اثر عشق نے اُنکو بھی رلا کر چھوڑا

---

۱۲ جنوری ۱۹۴۳ء بروز دوشنبہ

دعا میں ذکر کیوں ہو مدعا کا
کہ یہ شیوہ نہیں اہل رضا کا

طلب میری بہت کچھ ہے مگر کیا
کرم تیرا ہے اک دریا عطا کا

نہیں معلوم کیا اے شاہِ خوباں
تجھے کچھ حال اپنے مبتلا کا

گنہگار و چلو عفو الٰہی
بہت مشتاق ہے عرض خطا کا

تری محفل میں اہل دل کو جلوہ
نظر آجائیگا شانِ خدا کا

غضب کا سامنا ہے عاشقوں کو
دیارِ حق میں افواج بلا کا

جفا کو بھی وفا سمجھو کہ حسرت
تمھیں حق اُنسے کیا چون و چرا کا

[illegible]

کچھ خوف خدا کا ہے نہ ڈر خلقِ خدا کا
کیا آئے خیال اُنکو شہیدانِ وفا کا

خوشبو ترے ملبوس کی لائی ہے کہاں سے
تجھ تک نہ ہوا تھا جو گذر بادِ صبا کا

نکلا نہ کرو خود پئے تعزیر کہ اپکا
پڑ جائیگا عصیانِ محبت کو سزا کا

ہیں اُنکے رضا کار بری لوث طلب سے
کوئی بھی جو ہو اُنیں گنہگار دعا کا

آسان ہے مشکل بھی ترے شوق کی منزل
اس راہ میں کچھ کام نہیں راہ نما کا

اگر ترے دربار میں سب ہو گئے یکساں
جھگڑا نہ رہا مرتبۂ شاہ و گدا کا

سر ہے اُنھیں مطلوب تو دو شوق سے حسرتؔ
اس امر میں کچھ دخل نہیں چون و چرا کا

ردیف دوب

[illegible]

چاندنی رات میں پھولوں کا ہے زیور کیا خوب
رنگ لائیگا ترا حسنِ معطر کیا خوب

روشنی بخشِ تمنا ہے جو اک ماہِ منیر
وصل کی رات کا جمکا ہے مقدر کیا خوب

قابلِ دید تھی گرمی میں پسینے کی بہار
تر ہوا ہے عرقِ حسن سے بستر کیا خوب

وصل میں بھی نہوئی وجہ سکوں کثرتِ شوق
ڈھونڈھ لیتا ہے بہانے دلِ مضطر کیا خوب

کھولکر بال جو سوتے ہیں وہ شبکو حسرتؔ
گھیر لیتی ہے اُنھیں لف معنبر کیا خوب

[illegible]

دل ہے بیشک نورِ حق سے فیضیاب
آفتاب آمد دلیلِ آفتاب

ہاتھ قتلِ عاشقاں سے مت اُٹھا
کام کر اُنکا کہ ہے کارِ ثواب

شوق مے کی پرورش کیونکر نہو
لطفِ ساقی آجکل ہے بیحساب

بے ترے اے بادشاہ مہوشاں
خانۂ جانِ عزیزاں ہے خراب

پی جو اُن آنکھوں نے تھی صہبائے حسن
پھوٹ نکلا ہے وہی رنگِ شراب

ترکِ جرمِ عاشقی ممکن نہیں
پھر اُسی کا ہمسے ہوگا ارتکاب

عشق حسرت ہے نشانِ حسن دوست
بے گلاب آتی نہیں بوئے گلاب

ساکت یاس ہیں جانِ دلِ ناکامِ شباب
مے تنویر سے مخمور ہوئی روحِ جمال
دلربائی ہے خود اُس جانِ جوانی کی غلام
قابلِ دید ہوئی حُسنِ دُرخشاں کی بہار

[illegible]

کیا ہوا آہ وہ ہنگامۂ ایامِ شباب
بادۂ عیش سے لبریز ہوا جامِ شباب
مالکِ نازو ادا ہے وہ دلارامِ شباب
کیا سے کیا ہو گئی ہوکر وہ ہم آشامِ شباب

درپئے دین و دل و جاں ہیں بتانِ کافر
حسرت اچھا نظر آتا نہیں انجامِ شباب

اُنکی محفل میں پلاکے جامِ شراب
ہورہے ہیں مرے لئے کیا کیا
خوابِ غفلت میں ہو رہے ہیں بسر
دین و دنیا کو بھول بھال کے ہم
محتسب سے بھی فصلِ گل میں لیا
میکدے سے گیا نہ کوئی بہوش

[illegible]

کام اپنا ہوا بنامِ شراب
بزمِ ساقی میں اہتمامِ شراب
دن بصبح طعام و شامِ شراب
ہو گئے فائز المرامِ شراب
ہمنے لڑ بھڑ کے اذنِ عامِ شراب
اے خوشا حسنِ انتظامِ شراب

میکدوں سے پہنچ گئے حسرت
خانقاہوں میں بھی پیامِ شراب

پنہاں شدنت دو گونہ شد خوب
پیشت چہ شود گرم شمارند
ناگام زنِ صراطِ مستقیم
با بیخرانِ ہوشیار ریم
منتِ کشِ دیگراں مخواہش

[illegible]

اے روئے تو بے نقاب محجوب
ور زمرۂ بندگانِ معیوب
دور از رہِ ضالین و مغضوب
منجملۂ سالکانِ مجذوب
آنرا کہ بتو شدست منسوب

بوسید و کف تو گشت ارزان — از من بہوائے شوق مکتوب

حسرت بغزل چو شمس تبریز
باشد سخن تو نغز و مرغوب

ردیف "ت"

بتائے نہ کیوں غم کو جانِ محبت — دل زار ہے کاروانِ محبت
ترے غم سے گرویدہ ہے سب سے فارغ — رہے خاطرِ شادمانِ محبت
مگر ہو رہا تنا بھی اے شاہِ خوباں — کہ مر جائیں گے بیدلانِ محبت
رہے محوِ خوابِ ہوس اہلِ ظاہر — گزر بھی گیا کاروانِ محبت

سرِ عجزِ حسرت بھی خم کیوں نہ ہوتا
ترا ناز ہے حکمرانِ محبت

ہم شکوۂ فلک ہی کرینگے حضورِ دوست — ظاہر نہ ہونے دینگے وہاں بھی قصورِ دوست
محفل میں دورِ ثانی کر رہے ہیں بھی آج — کاہے کو بچنے دیگی نگاہِ سرورِ دوست
میری تسلیوں کے ہیں جو شورے — کیوں پھر جوابِ خط میں بہم ہیں سطورِ دوست
بیجا نہیں ترانۂ مطرب پہ وجدِ روح — کانوں میں آرہی ہے یہ آوازِ دورِ دوست
اظہارِ شوق کی متحمل نہ ہو سکی — یہ ہم غضب ہے راست سے طبعِ غیورِ دوست
ہوگی ضرور قدرِ وفا دل ابھی سے کیوں — کرتا ہے شکوۂ ستم بے شعورِ دوست

اہلِ ہوس کی ہیچ ہیں ساری شکایتیں
جا ہے کمالِ حسن پہ حسرت غرورِ دوست

اُس شوخ کے آنے کی تمنا ہے قیامت — کیا کیا دلِ مایوس میں برپا ہے قیامت
رعنائی میں آفت ہے ترے لب کا تبسم — خوبی میں تری نرگسِ شہلا ہے قیامت
کیا کیا دلِ مجبور ہوا آگ یہ سنکر — گلشن میں بہارِ گل حمرا ہے قیامت

گھنگھور گھٹاؤں کے اندھیرے میں بھی ساقی — رنگینیِ صہبا کا اُجالا ہے قیامت
دل دے کے ہیں جان بھی دیتے ہی بنے گی — اس شوخ ستمگر کا تقاضا ہے قیامت
یاروں سے ترا محفلِ اغیار میں ظالم — ظاہر کا یہ اظہارِ مدارا ہے قیامت

دُور اُن سے بھلا نیند کسے آئیگی حسرتؔ
تنہائی میں رنجِ شبِ یلدا ہے قیامت

نعم البدل ہے عیشِ جہاں کا ملالِ دوست — خالی ہے سب سے دل بجز خیالِ دوست
دل کی یہ کیا مجال کہ لائے خیالِ دوست — مجھ میں کہاں یہ حال کہ دیکھوں جمالِ دوست
عاشق بنے تھے پھر بھی کیا شکوۂ جفا — سچ پوچھئے تو ہے بجا ہے ملالِ دوست
مائل ہیں جس کی شانِ جفا کی بھی اہلِ شوق — یکتا ہے دلبری کے ہنر میں کمالِ دوست

کافی ہے اہلِ درد کو حسرتؔ دوائے غم
اور کیوں نہ ہو کہ غم ہے غمِ لازوالِ دوست

لطفِ تو گر اختیارِ ما نیست — سرمایۂ اعتبارِ ما نیست
نازم چو بہ عشق حُسن گوید — آں کیست کہ جاں نثارِ ما نیست
از دردِ الم کجاست چیزے — کاندر دل و جانِ زارِ ما نیست
اے بادۂ نابِ عشق بوئے — جز بوئے تو خوشگوارِ ما نیست
پیوستہ پیامِ سوزِ جاں را — از کیست اگر ز یارِ ما نیست
نوعے ز کمالِ شوق بیروں — از حیطۂ اقتدارِ ما نیست

حسرتؔ بدرش رسیدہ نازد
کایں شانِ خداست کارِ ما نیست

ردیف ثا

ترکِ جفا کی اُن سے تمنا مگر عبث — ایسی وفا کے نام کو رسوا مگر عبث

بیتوشیوں سے کام رہے بزمِ غیر میں
میرا لحاظ اے گلِ رعنا مگر عبث

اے چشمِ شوق تجھکو مذاقِ نظر کہاں
دیدارِ حسنِ یار کا دعویٰ مگر عبث

یکتا ہے سادگی میں ترا حسنِ دلفریب
آرائشِ جبیں کا ارادہ مگر عبث

جوشِ جنونِ عشق وبا سے دب چکا
حسرت علاجِ خاطرِ شیدا مگر عبث

ردیف "ج"

تجھسے جو دردِ دل کا بھی ہوتا نہیں علاج
ہے کس مرض کا اور تو اسے نازنیں علاج

اُس دلکو اب گداز کرے فکرِ عاشقی
جسکا نکر سکے غمِ دنیا و دیں علاج

اہلِ ہوس کے دردِ تمنا کا یہ عمل
کرتی ہے خوب وہ نگہِ خشمگیں علاج

پھر کیوں دوا سے درد کے درپے ہیں چارہ گر
جب خود ہی چاہتی نہیں جانِ حزیں علاج

حسرت شرابِ وصل سے صحت جو ہو تو ہو
دلکا نہیں ہے ورنہ مے و انگبیں علاج

ردیف "ح"

شجرِ غم سے آشیانۂ روح
گریہ و نالہ آب و دانۂ روح

خوب دنیائے آرزو میں اُٹھا
ناوکِ درد سے نشانۂ روح

تجھکو بیباک دیکھنے کے لیے
عذرِ ہستی ہوا بہانۂ روح

ہر طرف ہیں عیاں نقوشِ جمال
ہو گئی ہے نگار خانۂ روح

جسم حسرت ہے یا کہ جانِ گداز
ذکرِ حسرت ہے یا فسانۂ روح

وہ دیکھنے جو بام پہ آئے بہارِ صبح
نازاں ہے اپنے بخت پہ کیا کیا نگارِ صبح

ملتے ہوئے اُٹھے ہیں وہ آنکھیں جو خواب سے
پھیلی ہوئی ہے لو جمالِ انتشارِ صبح

پیدا فلک پہ ہے یہ بیاضِ سحر کا نور | ظلمات شب میں یا ہے عیاں جوئبارِ صبح
خورشید روئے یار سے ہو کر عبیر حسن | شامِ شبِ وصال بھی کرتی ہے کارِ صبح

تمکینِ حسنِ یار کے صدقے میں روزِ وصل
کچھ بڑھ گیا ہے اور بھی حسرت وقارِ صبح

غزل [illegible]

اہلِ دل میں فدائے نغمۂ روح | کہتا ہے ثنائے نغمۂ روح
چھیڑ مطرب نوائے نغمۂ روح | دل ہے مضطر برائے نغمۂ روح
دل میں اپنے اتر گئی آخر | درد بنکر دوائے نغمۂ روح
عرش پر ہے دماغ چنگ و سرود | اے زہے کبریائے نغمۂ روح
غم کا آغاز تھا ترانۂ دل | موت ہے انتہائے نغمۂ روح
کر رہے دلکی غنچگی کو بھی دور | اے گلِ جانفزائے نغمۂ روح
وجہ تسکینِ عشق ہو نہ سکا | شغل کوئی سوائے نغمۂ روح
پردۂ ساز میں نہاں ہے ہنوز | شاہدِ دلربائے نغمۂ روح

کسقدر دلپذیر ہے حسرت
اثر دیرپائے نغمۂ روح

ردیف "خ"

غزل [illegible]

شوقِ ہمدم ترے پہلو میں نہاں ہے گستاخ | دیکھ تو کتنی یہ اے پیرِ مغاں ہے گستاخ
کسقدر ہے نگہِ شوق بھی اپنی بیباک | چہرۂ یار میں کیا کیا نگراں ہے گستاخ
ہمتِ عاشقِ بیدل پہ خدا کی رحمت | کوچۂ یار کی جانب جو رواں ہے گستاخ
عرضِ حالِ دلِ مضطر پہ وہ بولے سنکر | ہم سنیں کیا کہ ترا طرزِ بیاں ہے گستاخ
خوش کہ ناخوش ہو کوئی جا ہی پہنچا ہوں وہاں | انکی خدمت میں مرا شورِ فغاں ہے گستاخ
سنکے آئے ہیں کسی سے جو مرے شوق کا حال | پوچھتے پھرتے ہیں سب سے وہ کہاں ہے گستاخ

کچھ غضب سے بھی ترے خوف نہیں ہے اسکو
کسقدر حسرتؔ بے تاب و تواں ہے گستاخ

ردیف "دو"

اکرمِ ساقیِ میخانہ مبارک باشد
عید ہے آج کا دن بادہ پرستوں کے لئے
جسکے دیدار کی مدت سے تمنا تھی سو آج
دلفروشانِ تماشا کو بصد عیش و نشاط

۱۱ نومبر سنہ [illegible] جیل

گرمیِ مجلسِ رندانہ مبارک باشد
عشرتِ گردشِ پیمانہ مبارک باشد
ہے وہی رونقِ کاشانہ مبارک باشد
دولتِ جلوۂ جانانہ مبارک باشد

جانِ حسرتؔ کے لئے مایۂ نازش ہے یہی
اضطرابِ دلِ دیوانہ مبارک باشد

وہ ہوں جیلان سے آکر میرِ بغداد
حقیقت میں ہے خاکِ روضۂ پاک
ہمیں فردوس میں لائے تو کیا کیا
سوادِ ہند میں لگتا نہیں جی

۵ دسمبر سنہ ۲۲ء یروڈا جیل

زہے قسمت خوشا تقدیرِ بغداد
جسے کہتے ہیں سب اکسیرِ بغداد
نظر میں پھر گئی تصویرِ بغداد
دلِ دیوانہ ہے دلگیرِ بغداد

ہوائے شوق اُڑا لیجائے حسرتؔ
بنے اچھا یوہیں تدبیرِ بغداد

اے دردِ تو بپایۂ درماں رسیدہ باد
تا چند پاسداریِ دامان و جیبِ صبر
اے مایۂ حیات ببازارِ حسن و عشق
شوقِ رخِ تو خوبتر از روے خوب تست

[illegible] سنہ ۲۳ء یروڈا جیل

خارِ غمت بجانِ محبان خلیدہ باد
شادم کہ پارہ کردم و خواہم دریدہ باد
جنسِ غمت بہ قیمتِ جانہا خریدہ باد
حسنِ رخت ندیدم و یارب ندیدہ باد

رنجِ فراقِ یار کہ از پا رسیدہ است
خوش میرسد بہ حسرتؔ حیران رسیدہ باد

دل از صدمهٔ ہجر پُرخوں نماید
سرشکِ غم طرفه گلگوں نماید

بچشمِ تماشائیم آں شوخ رعنا
نماید بحُسن دگر چوں نماید

کلامے که سرتاسر اعجاز باشد
باہلِ ہوس نیز افسوں نماید

جمالے که از عشق او وام گیرد
سخن صرفِ تزئینِ مضموں نماید

[illegible]

زہے حسن و تصویرِ خویش که حسرت
ز لیلے رباید به مجنوں نماید

ردیف "ذ"

حاصل جو ہوے دردِ محبت کے لذائذ
میں بھول گیا عیش و فراغت کے لذائذ

جبتک نہ کھلے یہ کہ محبت ہے عبادت
محسوس ہوں کیا تیری اطاعت کے لذائذ

ارواح پہ اعمال کے آثار ہیں طاری
دوزخ کے شدائد ہیں نہ جنت کے لذائذ

پوچھے کوئی اربابِ تمنا کے دلوں سے
حُسنِ رخِ جاناں کی حکایت کے لذائذ

[illegible]

ڈرتے ہیں جو میدانِ غا سے انہیں حسرت
معلوم نہیں شوقِ شہادت کے لذائذ

انکو رسوا مجھے خراب نکر
اے دل اتنا بھی اضطراب نکر

آمدِ یار کی امید نہ چھوڑ
دیکھ اے آنکھ شوقِ خواب نکر

شوق یار و نگاہ بے شمار نہیں
ستم اے دستِ بیحجاب نکر

دلکو مستِ خیالِ یار بنا
لب کو آلودهٔ شراب نکر

[illegible]

رکھ بہرحال شغل سے حسرت
اسمیں پروائے شیخ و شاب نکر

ہوگئی کثرتِ نظر
پردۂ حسنِ بیخبر

تجھکو وہم وداعِ جاں
دیکھ لیا بچشمِ تر

عاشق نامراد کی — آہ میں بھی نہیں اثر
بھرتے ہیں دم سب آپکا — جن و بشر شجر حجر
دھوئیگی داغِ معصیت — پاکیٔ گریۂ سحر
عشق تلاشِ حُسن میں — خاک بسر ہے دربدر
بزمِ سرورِ یار میں — غم کا سبیلا کہاں گذر
کشمکشِ فراق سے — ہے لبِ جاں پہ الحذر
وصل کے بعد روح میں — کچھ بھی رہا نہ شور و شر
نورِ جمالِ یار ہے — جسم نہ سکی کوئی نظر
دیکھے جو انکو بیحجاب — کب ہے یہ طاقتِ بصر
جی کا ہو کہیں زیاں — راہ جنوں ہے پُرخطر
کہنے گئے تھے اُنسے حال — کچھ بھی نہ کہہ سکے مگر
عشق سے درد کے سوا — دلکو ملا نہ کچھ ثمر
کثرتِ اشکِ شوق سے — دامن جان ہے پُر گہر

۹ مارچ سنہ [illegible]

بیسے سنہری ہے عشق میں
حسرت زار کا ہنر

دل ہے ترے وصل کا طلبگار — دیوانہ بکارِ خویش ہشیار
قیدِ ہوس و خرد سے چھٹکر — آزاد ہیں عاشقانِ احرار
سرمایۂ بلاکشان غم ہیں — اس جان جہانیان کے بیمار
آمادۂ قتلِ عاشقاں ہے — وہ یار وہ شاہدِ ستمگار
بازارِ جمال میں لگے ہیں — دیکھو جدھر آرزو کے انبار
لٹ جائے نہ رختِ صبر اے دل — اس خال سیاہ سے خبردار

[illegible]

حسرت نے بھی مثلِ شمس تبریز
اشعار میں کہہ دیے سب اسرار

(غزل)

ابروے دنمنہ صحنِ گلزار
تم پاس نہیں تو سب ہیں بیکار

وعدے پہ وہ آئیں تو پھر اُلٹے
اقرار بن آئے گا نہ انکار

پابوس کی التجا پہ اُس نے
کس ناز سے کہہ دیا خبردار

مایوسِ وصال ہیں زباں پر
پھر بھی ترے نام کی ہے تکرار

ہے شوق مری طلب کا بیحد
معلوم نہو سکے گی مقدار

ایسوں سے ہو کیا کرم کی امید
ہے جنکی طرف نظر بھی دشوار

کب مائل غیر ہیں وہ حسرت
بااین ہمہ التفاتِ بسیار

(غزل)
ق

ایستادہ ہوے صفوفِ ابرار
جنت کو چلے جو ہم گنہگار

مخموریِ عشق سے تو ایدل
زنہار جو ہو کبھی خبردار

انکار سے تیرے شہرِ دل میں
آبادیِ آرزو ہے مسمار

ہر رنگِ شفق ہے آتشِ گل
سبزی ہے چمن کی رشکِ زنگار

لبریزِ نشاط ہے دلِ شوق
آثارِ بہار ہیں نمودار

ہم جب سے ہوے ہیں کافرِ عشق
تسبیح بکار ہے نہ زنار

دنیا سے غرض نہ دیں سے کام
حسرت ہے غریقِ جلوۂ یار

(غزل) [illegible]

کہدیا خوب ہمکو پیار نکلا
جبر اتنا بھی اختیار نکلا

محفلِ غیر میں خدا کے لیئے
تو مجھے یاد بار بار نکلا

دیکھ اے احتیاطِ پائے جنوں
خار سے ڈر کے ہمکو خوار نکلا

دشمن اہلِ اشتیاق نہ بن — حسنِ رخ کو نقاب دار نکر

دیکھ اہلِ ہوس کو قولِ وصال — عشقبازوں کو شرمسار نکر

سوزِ غم کو بھی سازِ عیش سمجھ — عشق میں فرقِ نور و نار نکر

کم ہیں جتنے وہ داغ دیں حسرتؔ
شوق سے کھائیے جا شمار نکر

۱۲ دسمبر ۱۹۱۷ء یرودا جیل

پیمانِ لطف و عہدِ وفا را نگاہدار — جانہا کہ رامِ تست خدا را نگاہدار

پنہاں بگوے حرفِ محبت باہلِ شوق — غمازیِ نسیم و صبا را نگاہدار

دشنامِ نازِ خویش باغیار صرف ساز — تکریمِ اہلِ صدق و صفا را نگاہدار

در پیشِ تست مرحلۂ خونِ عاشقاں — شمشیرِ ناز و تیغِ ادا را نگاہدار

اظہارِ لطف تو بہوس پیشگان خوش ست — حسرت پسندیِ دلِ ما را نگاہدار

از آہِ بیقرارِ دل آزردگان بترس — تاثیرِ اضطراب و دعا را نگاہدار

زنہار اگر ز حسن بخواہی مرادِ عشق
حسرتؔ اصولِ فقر و فنا را نگاہدار

۲۵ جنوری ۱۹۱۸ء یرودا جیل

السلام اے شہِ بشیر و نذیر — داعی و شاہد و سراجِ منیر

آرزو ہے کہ نامِ پاکِ حضور — کاش وردِ زباں ہو وقتِ اخیر

تجھنے کیونکر کیا دلوں کا شکار — ہے بظاہر کمان پاس نہ تیر

بہ طفیلِ صغیر ذرۂ عشق — محو سارے ہوئے گناہ کبیر

دلِ حسرتؔ ہے سوزِ جاں کا ہلاک
جانِ حسرتؔ ہے دردِ دل کی اسیر

در حجرۂ حسن کا نکر باز — مشتاقِ جمال ہیں نظر باز

محفل میں وہ جلوہ گر ہے بیباک — بیتاب ہیں عاشقانِ سرباز

آنکھوں ہی میں کٹ گئی شبِ ہجر | رونے سے نہ آئی چشمِ تر باز
کہتے ہیں دُرِ قبول اکثر (ق) | ہوتا ہے بہ نوبتِ سحر باز

اک نعرۂ حق سے تو بھی حسرت
کرنا ہو تو کر دَرِ اثر باز

(۴ ستمبر ۱۹۱۳ء روز دوشنبہ)

ہوائے برشگالی ہے ہوس خیز | کرے کوئی کہاں تک مے سے پرہیز
تبسم ہے ترا اے شاہِ خوباں | سراسر اک تماشائے دلاویز
فسونِ طرفہ ہے حرفِ لبِ یار | لگے نشتر، شکر گا ہے نمک ریز
نہیں اب تک حواسِ عقل برجا | شرابِ عاشقی تھی کسقدر تیز

مجھے فیضِ سخن پہنچا ہے حسرت
ز روحِ پاکِ شمس الدین تبریز

(۹ ستمبر ۱۹۱۶ء روز دوشنبہ)

میہماں اور میہمانِ عزیز | کون رکھیگا تم سے جان عزیز
ہم بھی گرویدۂ شہادت ہیں | آپ کو ہے جو امتحان عزیز
عاشقوں کی خراب حالی کو | رکھ نہ ظالم خدا کو مان عزیز
رہکے دور اُنسے لطفِ زیست کہاں | جان کے ساتھ ہے جہان عزیز

کسقدر گوشِ یار کو حسرت
ہے ترے غم کی داستان عزیز

(۱۲ فروری ۱۹۱۶ء روز دوشنبہ)

ہم کہیں تا کجا حدیثِ نیاز | جب سنے بھی کہیں وہ دلبرِ ناز
عشق طاعت گزار ہو کہ نہ ہو | حسن ہر حال میں ہے بندہ نواز
رہ گئی ذاتِ حق میں ہو کے فنا | اب نہ ہم ہیں نہ دل نہ سوز نہ ساز
دولتِ آرزو سے مالا مال | دلِ عاشق ہے اک دفینۂ راز
خونِ دل سے وضو کریں تو کہیں | جن پڑھے جا کے عاشقوں کی نماز

ہندوایراں ہیں خاص مسکنِ عشق
ماوراے عراق وشام وحجاز

دیکھئے دل پہ کیا ہے حسرت
عشوہ گر حسن عشق ہے جانباز

ردیف "س"

[illegible]

ہر درد ہر مرض کی دوا ہے تمھارے پاس
آتے ہیں سب یہیں کہ شفا ہے تمھارے پاس

کس کس خوشی سے ہوتے ہیں لوگوں کے دل اسیر
کیا چیز دام زلف دوتا ہے تمھارے پاس

سمجھاؤ لاکھ دل کو پر آتا نہیں قرار
اسکا بھی کچھ علاج بھلا ہے تمھارے پاس

سب حل ہوں مشکلیں جو ملے دولت یقیں
لوح طلسم بیم ورجا ہے تمھارے پاس

خاموش تم ہو سب ہیں ہلاک فریب لطف
اچھی یہ تیغ نیم رضا ہے تمھارے پاس

کسکو نہیں قبول کہ ہے شغل مے حرام
پر فصل گل میں ہو تو روا ہے تمھارے پاس

اقرار ہے کہ دل سے تمھیں چاہتے ہیں ہم
کچھ اس گناہ کی بھی سزا ہے تمھارے پاس

بیمار غم ہیں دور سے آئے ہیں سکے نام
کہتے ہیں درد دل کی دوا ہے تمھارے پاس

حسرت کرو نہ دلمیں زیارت حضور کی
آئینۂ رسول نما ہے تمھارے پاس

ردیف "ش"

[illegible]

نارسائی میں بھی رہے اسے کاوش
دلکو حاصل سرور سعی وتلاش

مقصد عشق جان عشق ہے درد
درد لذت فروش وراحت پاش

کیوں نہ آئے ہو تو ہو بادہ فروش
نقد جاں لیکے حسرت قلاش

[illegible]

جلوۂ حق کو ہے نظر کی تلاش
دل عاشق کرے بصر کی تلاش

حال دل کی اُنھیں خبر ہے یونہیں
ہمکو ناحق ہے نامہ بر کی تلاش

(ق)

حسن انکا اثر پذیر نہیں
جذب دل کو ہے کیوں اثر کی تلاش

گر ہان وصال یار کریں
جا کے بانسے میں راہبر کی تلاش

شمس رومی سے پوچھ لیں جو جنھیں
سخن عشق معتبر کی تلاش

اُس جفا جو سے ہے وفا کی امید
ثمر شاخ بے ثمر کی تلاش

ہو جنھیں ہوس ہیں تو ہے حسرت
خواہش زر بھی درد سر کی تلاش

(ق) ۱۱ اپریل [illegible] ۱۹۳۲ء جیل

جان ہے اپنی آب و گل کی خلش
مٹ چکی دل سے درد دل کی خلش

مدتیں ترک عاشقی کو ہوئیں
کہ رہا دل نہ زخم دل کی خلش

گاہ گاہ اب بھی ہوتی ہے محسوس
مگر اک شوق مشتعل کی خلش

دل سے محروم ہو کے بھی نہ مٹی
آرزو ہائے منفعل کی خلش

نہ رہا دل میں تھا جو کچھ حسرت
مگر اک درد مضمحل کی خلش

۲ دسمبر سنہ ۳۲ء [illegible] ۱۹۳۲ء جیل

دشمن ہر عاقل و فرزانہ باش
اے دل اندر عاشقی دیوانہ باش

درد عشق اے میہمان جان من
باش و وجہ رونق این خانہ باش

التفات از من مجو در بزم غیر
سیر حتی در رزو تو ہم بیگانہ باش

ہمنشیں با زم حدیث لطف یار
گو بہ و بر تکرار آں افسانہ باش

ساقیا جامے بہ حسرت نیز ہم
کامیاب شیشہ و پیمانہ باش

ردیف "ص"

[illegible] سنہ ۳۳ء [illegible] جیل

آنکھوں میں نور جلوۂ بے کیف و کم ہے خاص
جب سے نظر پہ انکی نگاہ کرم ہے خاص

ہمکو بھی کچھ عطا ہو کہ اے حضرت کرشن
اقلیم عشق آپ کے زیر قدم ہے خاص

حسرت کی بھی قبول ہو متھرا میں حاضری
سنتے ہیں عاشقوں پہ تمھارا کرم ہے خاص

نہ ہوئے آپ آشنائے خلوص
نہ سنی میری التجائے خلوص

طے کرائے دل بزورِ علم و عمل
راہ بیم و رجا بپائے خلوص

زہد حیرانِ کارِ عشق ہوا
ہم ہیں پا کر نہ کچھ سوائے خلوص

ذکر و فکر و ریاض و صوم و صلوٰۃ
سارے جھگڑے ہیں اک برائے خلوص

اور حقیقت میں انکے سب کے سوا
عشق ہے اصل مدعائے خلوص

تم دعا کو بھی التجا سمجھے
تھی وہ حالانکہ اک صدائے خلوص

(۱۹ - اکتوبر سنہ ۲۶ء [illegible] جیل)

انکو اب ضد یہ ہے کہ حسرت بھی
شوق پیدا کرے بجائے خلوص

ردیف "ض"

سرخی حسن ہے ملبوسِ نگارِ عارض
یا عیاں نور کے پردے میں ہے نارِ عارض

دیکھنا صبح شبِ وصل بہارِ عارض
لیلِ گیسو سے نمایاں ہے نہارِ عارض

خواب راحت سے اٹھے وہ تو پئے زینتِ حسن
رونقِ صبح بنی آئینہ دارِ عارض

اُس شہِ حسن کے ماتحت ہے دنیا کے جمال
خلخ لب ختنِ جبہہ تتارِ عارض

([illegible] جیل)

گریۂ اہلِ تمنا کے اثر سے حسرت
ملکِ خوبی میں ہے سرسبز جوارِ عارض

کیونکر کہیں کہ ہم پہ اطاعت نہیں ہے فرض
فطرت پہ کیا تمہاری محبت نہیں ہے فرض

بیخود ہیں جائیں گے تری محفل میں بے دھڑک
کچھ ہم پہ التماسِ اجازت نہیں ہے فرض

پھر کیوں جفائے یار سے نالاں ہیں اہلِ دل
کیا عاشقوں پہ شوقِ شہادت نہیں ہے فرض

بے ضرب و ذکر و فکر ملے گی ہمیں مراد
اہلِ ولا پہ زہد و ریاضت نہیں ہے فرض

([illegible] جیل)

حسرت کرو دعا کہ رہے دل فگار عشق
تدبیر اندمال جراحت نہیں ہے فرض

دلربائی تھی آشتی سے غرض
اب اُنھیں کیا بھلا کسی سے غرض

کچھ نہیں اور عاجزی کے سوا
ہمکو اظہارِ عاجزی سے غرض

جنکی ہے حسنِ دائمی پہ نظر
کیا اُنھیں عشقِ عارضی سے غرض

دلکو اک ترکِ عشق پر بھی رہی
حسن کی خواہشِ خفی سے غرض

حال ابتر ہے عاشقوں کا تو ہو
زلفِ جاناں کو برہمی سے غرض

بیخوداں خدا نہیں رکھتے
سروسامانِ آگہی سے غرض

اب ہے اس بندۂ تغافل کو
دوستی سے نہ دشمنی سے غرض

کچھ نہیں جانتے وفا و جفا
جنکو ہے آپکی خوشی سے غرض

پاس خاطر ہے حسن خوباں کا
ورنہ حسرت کو شاعری سے غرض

۹ - اکتوبر سنہ ۱۹۲۳ء - یرودا جیل پونا

ردیف "ط"

الفت نہ مودت نہ مروت کے شرائط
پورے ہوے کون اُن سے محبت کے شرائط

اب دیر نہیں کچھ تری شہرت میں کہ واعظ
موجود ہیں سب کشف و کرامت کے شرائط

تہذیب نظر سے ترے دیدار کے طالب
پورے تو کریں پہلے زیارت کے شرائط

محفل میں تری جذب محبت سے ہی دل نے
طے کر لئے پہلے سے وکالت کے شرائط

رکھتے ہیں عبث چشم ولا ہمسے وہ حسرت
نابود ہوے جن سے خلافت کے شرائط

۹ - نومبر سنہ ۱۹۲۳ء یرودا جیل

ردیف "ظ"

حوروں کا ذکر سنکے کیا کیا نہ بیانِ واعظ
وصف جنت میں سُنکر کوئی بیان واعظ

بن پڑا کچھ بھی نہ رندوں کے دلائل کا جواب — سخت چکر میں ہے عقلِ ہمہ دانِ واعظ
گرم دنیائے ریا میں ہے جو بازارِ فریب — آجکل خوب ہی چلتی ہے دکانِ واعظ
گرد ہیں رند کہ چھوڑیں گے نہ دامن تیرا — کس مصیبت میں پھنسی آ نکے جانِ واعظ

[illegible]

لیگیا ہے کوئی پگڑی جو اُڑا کر حسرت
مجھ گنہگار پہ ناحق ہے گمان واعظ

ردیف "ع"

عشق ہے جان و مالِ اہلِ سماع — دولت لازوالِ اہلِ سماع
اہلِ دل کا ہے ایک ہی مسلک — مسلکِ بیمثالِ اہلِ سماع
کشتۂ عشق ہے ہر اک انمیں — رحمتِ حق بحالِ اہلِ سماع
اُنسے جو کچھ ہے سب محبت ہے — حال ہو یا کہ قالِ اہلِ سماع

[illegible]

زاہدوں کے پڑیگا سر حسرت
اک نہ اک دن وبالِ اہلِ سماع

ظلمتیں دلکی سب ہوگئیں مرفوع — کہ ہوا بدرِ عشقِ یار طلوع
مذہبِ عشق ماہر دیاں کے — دلکو سب یاد ہیں اُصول و فروع
تو جو ساقی بنے تو شغلِ شراب — محتسب بھی کہے کہ ہے مشروع
عیشِ جاں بھی ہے جبپہ دل ہے نثار — کسقدر دردِ عشق ہے مطبوع

[illegible]

خاکسارانِ عاشقی حسرت
کچھ نہیں جانتے سجود و رکوع

ردیف "غ"

غم و فکر و شوق و تمنا سے فارغ — ہیں عاشق ترے ساری دنیا سے فارغ
نہ تم ہو مرے جذبِ الفت سے بیغم — نہ یوسف تھے عشقِ زلیخا سے فارغ

[illegible]

اُنھیں جلوہ گر دل میں ہر لحظہ پاکر — تمنا ہے فکرِ تماشا سے فارغ
وہ مطلق ہیں جو اُنکی نسبت ہے لیکن — نہ اعلیٰ سے فارغ نہ ادنیٰ سے فارغ
پناہِ محبت میں ہم آ گئے حسرت — ہوئے خوفِ احکامِ بیجا سے فارغ

آئینہ دیکھئے کہ سب آئے نظر دروغ — ہمثل ہم ہیں قول یہ ہے سر بسر دروغ
ہم آپنے مرکے زندۂ جاوید ہو نہ جائیں — ٹھہرے کہیں نہ حکمِ قضا و قدر دروغ
دلداریوں کے واسطے ہے یہ دلبری — اتنا تو ہمسے بول نہ اے فتنہ گر دروغ
تسکینِ غم کی اور تو کیا دل کو ہے امید — شہرا جفائے یار کا ٹھہرے مگر دروغ
حسرت یہ ہجرِ یار میں کیا حال کر لیا — دعوائے صبر آپکا تھا کسقدر دروغ

ردیف "ف"

مونسِ بیکساں درود شریف — راحتِ عاشقاں درود شریف
طالبانِ وصال کو ہر دم — چاہئے بر زباں درود شریف
میری جانب سے اُنکے پاس ملک — لیچلے ارمغاں درود شریف
یہ بھی اک فیضِ عشق ہے ورنہ — ہم کہاں اور کہاں درود شریف
شوقِ نامِ حضور کا حسرت — بنگیا ترجماں درود شریف

نظر اُس رخ پہ ہے ادب کے خلاف — دل ہے اس فیصلے میں سب کے خلاف
کچھ کبھی ہم اُسے کہہ سکے نہ کہیں — ناخوشی ہائے بے سبب کے خلاف
سکرِ غم تابعِ خمار نہیں — مستیٔ بادۂ عنب کے خلاف
آج پھر کیا وہ روز کرتے ہیں — پھر بھی وعدہ ہائے شب کے خلاف

حسنِ جاناں کے عہد میں حسرت
شوق ٹھہرا ہے واجب کے خلاف

ردیف "ق"

[illegible]

پڑھئے اسکے سوا نہ کوئی سبق
خدمتِ خلق و عشقِ حضرتِ حق

ترکِ غم پر بھی دردِ دل کا رہا
سالہا سال آرزو کو قلق

وصل میں بھی غذائے روح رہا
دردِ فرقت بقدرِ سدِ رمق

مٹ گئے دل سے عاشقی کے نقوش
رہ گیا سادہ زندگی کا ورق

شعرِ حسرت نے سارے کھول دئے
عشقبازی کے عقدہائے ادق

[illegible]

جیتے ہیں دردِ محبت کے سہارے عاشق
عاشقِ عشق بھی ہیں حسن کے مارے عاشق

آ گئی کس کے جمالِ عرق آلود کی یاد
رات بھر گنتے رہے ہجر میں تارے عاشق

تمھیں انصاف کرو تم سے جدا رہ کے بھلا
عمر آرام سے کس طرح گزارے عاشق

اب اٹھاؤ بھی کہیں پردہ بہت آج تلک
کر چکے چشمِ تصور سے نظارے عاشق

قدرِ حسرت انھیں کب جا کے ہوئی ہے کہ تو ہے
وہ بھی اک شوخ جفا کار ہے بارے عاشق

ردیف "ک"

[illegible]

امام برحقِ اہلِ رضا سلام علیک
شہیدِ معرکۂ کربلا سلام علیک

گلِ مرادِ ولایت حسینؑ ابن علیؑ
تتمۂ شرفِ مصطفیٰ سلام علیک

ثبوت یہ ہے کہ تو شہادتِ کبریٰ
تری جبیں سے نمایاں ہوا سلام علیک

عبث ہے اسکے سوا صبر و حق کی تلاش
تری مثال ہے جیسے ہما سلام علیک

ترے طفیل میں حسرت بھی ہو شہیدِ وفا
یہی دعا ہے یہی مدعا سلام علیک

چھپیگی تری دوستداری کہانتک
کریگا دل انکار یاری کہانتک

نظر باز تاڑ لیں گے سب حال شب کا
چھپے گی وہ چشم خماری کہانتک

کریگی فقیروں سے اے شاہ خوباں
تغافل تری شہریاری کہانتک

سر راہ بیٹھے ہیں بے خواب و خور ہم
نہ نکلے گی اُنکی سواری کہانتک

کرو سیر دنیا سے حیرت بھی حسرت
خردمندی و ہوشیاری کہانتک

ردیف "ل"

نہ کیا بارِ غم کسی نے قبول
غیرِ انساں کہ تھا ظلوم و جہول

بھیجئے تحفۂ درود و سلام
بجنابِ رسولؐ و آلِ رسولؐ

خاصہ بر روحِ پرفتوحِ حسینؑ
نورِ چشمِ علیؑ و جانِ بتولؑ

نوجوانانِ خلد کے سردار
گلبنِ روضۂ رسولؐ کے پھول

جنکے روضے پہ رحمتِ حق کا
روز ہوتا ہے کربلا میں نزول

چلہ اربابِ صبر و فقر و فنا
جن سے سیکھے ہیں عاشقی کے اصول

بارگاہِ حضور میں حسرت
کاش ہو جائے یہ غزل مقبول

رنج بیجا یہ کیا ہم نے جو اظہارِ ملال
انکی چتون سے عیاں پھر ہوئے آثارِ ملال

وہ جو بگڑے تو بنی حسن کی تصویرِ غضب
گلِ ناز اُنکے ہوئے طرۂ دستارِ ملال

اپنی محفل میں عبث الزامِ عتاب کرکے طلب
مجھکو ناحق وہ بناتے ہیں گنہگارِ ملال

چھپ سکیگا نہ چھپائے سے کبھی انکا غبار
کب تلک آپ کئے جائیں گے انکارِ ملال

حال اس خوف سے ہم کہہ نہیں سکتے اپنا
کہ مبادا ہو ترا دل بھی گرانبارِ ملال

روٹھکر ہم سے کہیں جلد وہ جائیں حسرت
کہ سنائیں انھیں ہم جاکے یہ اشعارِ ملال

ردیف "ھم"

سیہ کار تھے با صفا ہو گئے ہم — ترے عشق میں کیا سے کیا ہو گئے ہم
نہ جانا کہ شوق اور بڑھ جائیگا میرا — وہ سمجھے کہ اس سے جدا ہو گئے ہم
دم واپسیں آئے پرسش کو ناحق — بس اب جاؤ تم سے خفا ہو گئے ہم
جب اُنسے ادب نے نہ کچھ منھ سے مانگا — تو اک پیکرِ التجا ہو گئے ہم

فنا ہو کے راہِ محبت میں حسرتؔ
سزاوارِ خلدِ بقا ہو گئے ہم

[illegible]

کرو کچھ تو ارشاد یا غوث الاعظم — سنو میری فریاد یا غوث الاعظم
گرفتاریٔ حسنِ فانی سے دلکو — کرو جلد آزاد یا غوث الاعظم
رہِ عاشقی میں کہیں میری محنت — نہ ہو جائے برباد یا غوث الاعظم
زیارت ہزار دلکو ہوتی ہے اکدن — اُسے بھی کرو یاد یا غوث الاعظم (ق)

کہانتک رہے دلمیں حسرتؔ کے آخر
تمنائے بغداد یا غوث الاعظم

[illegible]

رنج راحت ہے سکونِ غمِ ہجراں کی قسم — یادِ جاناں کی قسم جلوۂ جاناں کی قسم
کیا تھے ہم ہو گئے اک ساغرِ مے سے کیا ہم — جادو ہے گردشِ پیمانۂ گرداں کی قسم
تجھکو مخمور جو دیکھا ہے تو اے پیکرِ ناز — مست ہم بھی ہیں تری مستیٔ لرزاں کی قسم
عالمِ حسن میں یکتا ہے ترا جلوۂ نور — ماہِ تاباں کی قسم مہرِ درخشاں کی قسم
آج اگر منھ نہ بھرا دے لبِ ساغر سے مرا — ساقیا تجھکو مری مستیٔ پیماں کی قسم
آجتک یاد ہیں صدمے جو دئے تجھے تو نے — اے جفا کار تری کثرتِ احسان کی قسم

حسرتؔ اب کیوں ہیں وہ برہم کہ بمانندِ وفا
ہم نہ دیکھیں گے انہیں دیدۂ حیراں کی قسم

مانوس ہو چکے تھے ازل میں فنا سے ہم
اس انتہا کو جانتے ہیں ابتدا سے ہم

کیا کیا ہوس کو آتی ہے خوشبوے آرزو
آنکھیں جب اپنی ملتے ہیں انکی ردا سے ہم

عرضِ کرم سے پہلے ہی بولے وہ روزِ وصل
شرمندہ ہوں کہیں نہ تری التجا سے ہم

اُس انجمن کے شوق میں جی کا زیاں سہی
اکبار اُنکو دیکھ تو لیں گے بلا سے ہم

گویا وہ سب سنا ہی تو دیگی وہانکا حال
کیا کیا سوال کرتے ہیں بادِ صبا سے ہم

محرومیاں بھی انکی ہیں عنوانِ التجا
کہتے ہیں وہ کہ ڈرتے ہیں اہلِ وفا سے ہم

حسرت خیالِ غیر سے بیگانہ ہوگئے
مانوس ہو کے اُس نگہِ آشنا سے ہم

۱۸، اکتوبر سنہ [illegible] جیل

ردیف "نون"

عشق میں جذب کیا اثر بھی نہیں
مر مٹے ہم انھیں خبر بھی نہیں

چل چکا آپ کا فریبِ وفا
اب میں اس درجہ بےخبر بھی نہیں

ہمکو اب شوق سے کہاں لیکن
مفت ملجائے تو حذر بھی نہیں

بیدلی میں فغانِ شام تو کیا
صورتِ گریۂ سحر بھی نہیں

۲۰ جنوری سنہ ۱۹۱۹ع [illegible]

بادہ نوشی میں سچ تو ہے حسرت
نفع شاید بقدرِ ضرر بھی نہیں

ایدل اُنکو وفا کی خو ہی نہیں
در خورِ لطف یا کرم تو ہی نہیں

عشق سے ملکے عقلِ حیراں کا
اب وہ اندازِ گفتگو ہی نہیں

حسن ہے بے نیازِ عشق و ہوس
ہم بھی ناکام ہیں عدو ہی نہیں

کوے جاناں میں کھو کے بیٹھے ہیں
اب ہمیں دل کی جستجو ہی نہیں

سنہ [illegible] علی گڑھ

کثرتِ شوق سے ہمیں گویا
حسرت اب کوئی آرزو ہی نہیں

روح کو محوِ جمالِ رخِ جاناں کر لیں — ہم اگر چاہیں تو زنداں کو گلستاں کر لیں

اُنکو لکھیں جو خطِ شوق تو اربابِ صفا — نقشِ اخلاص کو زیبائشِ عنواں کر لیں

رنج راحت ہے اگر حسبِ تقاضائے مراد — اہلِ تسلیم ترے درد کو درماں کر لیں

اہلِ ظاہر سے بچانا ہو تو لازم ہے کہ ہم — پردۂ جاں میں ترے درد کو پنہاں کر لیں

کیا کریں اسکے سوا تیرے تغافل کا علاج — کہ دلِ زار کو گر ویدۂ حرماں کر لیں

جان دینا ہے تو کر دیں ترے قدموں پہ نثار — کام مشکل ہے تو مشکل کو ہم آساں کر لیں

طالبانِ کرمِ یار بہ رنگینئ عشق — دامنِ زہد پہ گلکاریِ عصیاں کر لیں

دل میں جا دیکے ترے درد کو ارباب ہوس — اب بھی گر چاہیں تو گنجائشِ ایماں کر لیں

آپ اُسے شوق سے مہماں بلائیں حسرتؔ — کچھ مگر نذرِ دل و جاں کا تو ساماں کر لیں

[illegible]

فیضِ محبت سے ہے قیدِ محن — میرے لئے ایک بلائے حسن

شامِ غریباں کے برابر کہاں — مذہبِ عشاق میں صبحِ وطن

آہ وہ غارتگرِ صبر و شکیب — سلسلۂ زلفِ شکن در شکن

فتنۂ جان وہ سخنِ دلپذیر — دشمنِ دیں وہ نگہِ سحر فن

جب سے کہا عشق نے حسرتؔ مجھے — کوئی بھی کہتا نہیں فضل الحسن

[illegible]

لطف کی اُن سے التجا نہ کریں — ہم نے ایسا کبھی کیا نہ کریں

مل رہیگا جو اُن سے ملنا ہے — لب کو شرمندۂ دعا نہ کریں

صبر مشکل ہے آرزو بیکار — کیا کریں بیخودی میں کیا نہ کریں

مسلکِ عشق میں ہے کفر حرام — دلکو نذرِ آشنا نہ کریں

مرضئ یار کے خلاف نہ ہو — لوگ میرے لئے دعا نہ کریں

شوق انکا سو مٹ چکا حسرت
کیا کریں ہم اگر وفا نہ کریں

کچھ میرے حال زار کی انکو خبر نہیں
کیا ہو جو میں ہی جا کے سنا دوں مگر نہیں

پہلو میں دلکو پوچھ رہی ہے نگاہ یار
کیا جانئے اب کوئی وہ کدھر ہے کدھر نہیں

کب تھے وہ میرے حال سے اسد بیخبر
کیونکر کہوں میں نالۂ دل میں اثر نہیں

ہم بیکسوں کو قتل جو کرتا ہے بیگناہ
کچھ اے عزیز تجھکو خدا کا بھی ڈر نہیں

ہو یار تک رسائی حسرت نہ کیوں محال
اس محفل سرور میں غم کا گزر نہیں

ہم دیر سے نظارۂ خوباں میں لگے ہیں
یہ پھول غضب گلبن ایماں میں لگے ہیں

ٹکڑے ہیں یہ کسکے دل محروم کے ظالم
ابتک جو ترے تیر کے پیکاں میں لگے ہیں

مجھسے وہ کھلیں کیا کہ نظر اٹھ نہیں سکتی
محجوب ہیں پیمائش داماں میں لگے ہیں

لگتی ہی نہیں روضۂ رضواں میں طبیعت
انکی جو سیر کوچۂ جاناں میں لگے ہیں

باقی نہیں اک تار بھی دامن میں جو حسرت
اب اہل جنوں فکر گریباں میں لگے ہیں

نہ سہی گر انھیں خیال نہیں
کہ ہمارا بھی اب وہ حال نہیں

یاد انھیں وعدۂ وصال نہیں
کب کیا تھا یہی خیال نہیں

ایسے بگڑے وہ سنکے شوق کی بات
آجتک ہمسے بول چال نہیں

مجھکو اب غم یہ ہے کہ بعد مرے
خاطر یار بے ملال نہیں

عفو حق کا ہے سیکشو نہ نزول
ریزش ابر برشگال نہیں

سنکے مجھسے وہ خواہش بوس
ہنسکے کہنے لگے مجال نہیں

آپ نادم ہوں کہ حسرت سے
شکوۂ غم کا احتمال نہیں

اُس بت کے پجاری ہیں مسلمان ہزاروں
بگڑے ہیں اسی کفر میں ایمان ہزاروں

تنہائی میں بھی تیرے تصور کی بدولت
دل بستگیٔ غم کے ہیں سامان ہزاروں

آنکھوں نے تجھے دیکھ لیا ایسا انہیں کیا غم
حالانکہ ابھی دلکو ہیں ارمان ہزاروں

چھانے ہیں ترے عشق میں آشفتہ سری نے
دنیائے مصیبت کے بیابان ہزاروں

[illegible]

اک بار تھا سر گردنِ حسرت پہ رہیں گے
قاتل تری شمشیر کے احسان ہزاروں

اک طرفہ ماجرا ہے درکوئے سیفروشاں
سرگرم بادہ نوشی ہیں انبوہِ خرقہ پوشاں

مصروفِ یادِ حق ہیں رندانِ لاابالی
گویا ہے بزمِ ساقی اک محفلِ خموشاں

کام آئیگی نہ کچھ بھی کیا اپنی جانفشانی
اے شاہِ ماہ رویاں اے جانِ سرفروشاں

بے پردہ جلوہ گر ہے محفل میں خود آرا
کیونکر پلک نہ اُٹھے تقدیرِ دلفروشاں

[illegible]

ہم بھی بگڑ کے رہتے اس بحر سے حسرت
انکار ہے جو ہوتا آئین دردنوشاں

یہ کس بزم کے ہم نکالے ہوئے ہیں
کہ محرومیوں کے حوالے ہوئے ہیں

وہ اب آئیں محفل میں سب اہلِ محفل
خبردار ہیں دل سنبھالے ہوئے ہیں

محبت کی خوشبو سے بدمست یکسر
تری [illegible] شال تیرے دوشالے ہوئے ہیں

وہ بے پردہ سوتے ہیں ظاہر میں لیکن
دوپٹہ یونہیں منہ پہ ڈالے ہوئے ہیں

[illegible]

ضیا بار ہی حسنِ جانانہ سے حسرت
اندھیرے دلوں کے اجالے ہوئے ہیں

کب وہ بلاتے ہیں دوبارا ہمیں
جب [illegible] دید کا یارا ہمیں

ہوش میں کیا آئیں نہیں چھوڑتا
جلوۂ جاناں کا نظارا ہمیں

کچھ بھی نہیں ہے اگر انکی نظر
پھیر دیں دل نہ ہمارا ہمیں

[illegible]

اُنکی حیا کتنی ہے معلوم ہے ‏ ‏ حال ترے شوق کا سارا ہمیں

حکمِ فنا کی انھیں حاجت نہ تھی ‏ ‏ آنکھ سے کافی تھا اشارا ہمیں

کون ہے کیا ہے وہ بتِ بیوفا ‏ ‏ کوئی بتاؤ یہ خدارا ہمیں

اُس دلِ نازک پہ نہو گر اثر ‏ ‏ ہے غمِ فرقت بھی گوارا ہمیں

کاش جلا بھی وہی لے پھر کہیں ‏ ‏ جس نگہِ لطف نے مارا ہمیں

وہ بھی نہ حسرت کہیں دیدیں جواب
ایک انھیں کا ہے سہارا ہمیں

[illegible]

اب ہم میں بھلا زیست کے آثار کہاں ہیں ‏ ‏ تم پھر بھی سکے جاؤ یہ بیمار کہاں ہیں

ہمکو بھی کیا کم ہے کہ بندے ہیں تمھارے ‏ ‏ دعوائے محبت کے سزاوار کہاں ہیں

سجدے کئے اُس در کے اسی عذر پہ لاکھوں ‏ ‏ ہم عاشقِ بیخود ہیں گنہگار کہاں ہیں

اکبار چلے جاؤ دکھا کر جھلک اپنی ‏ ‏ ہم جلوۂ پیہم کے طلبگار کہاں ہیں

پوشیدہ ہم اُس گوشۂ محفل میں تھے حسرت
جسمیں یہ نہ جانے نگہِ یار کہاں ہیں

[illegible]

نغمہ و مے کا حکم عام نہیں ‏ ‏ عاشقو پر یہ کچھ حرام نہیں

ظرفِ رنداں کی آزمائش ہے ‏ ‏ بزمِ ساقی میں دورِ جام نہیں

فتنۂ عشوہ گفتگو ہے تری ‏ ‏ محشرِ ناز ہے خرام نہیں

سخت عاصی ہے شاد خاطر زہد ‏ ‏ کہ ترے کفرِ غم کی رام نہیں

کبھی اقرار ہے کبھی انکار ‏ ‏ کچھ تری بات کو قیام نہیں

جلوہ فرما وہ اب ہوئے بھی تو کیا ‏ ‏ کوئی مشتاق زیرِ بام نہیں

عید میں بھی شراب سے انکار
کچھ یہ حسرت مہِ صیام نہیں

لطف و کرم کی راہ سے ایجانِ عاشقاں ۔ رہ جا کبھی تو آن کے مہمانِ عاشقاں

ہر ہر قدم پہ راہِ وفا میں ہے خوفِ جاں ۔ گر ہو نہ لطفِ یار نگہبانِ عاشقاں

رنگینیٔ سرشکِ محبت کے حسن سے ۔ دامانِ عاشقاں ہے گلستانِ عاشقاں

سچ پوچھیے تو حسن سے کچھ کم نہیں ہے عشق ۔ یہ جانِ عاشقاں ہے وہ جانانِ عاشقاں

خلقِ خدا ہے گوش بر آوازۂ جمال ۔ مانیں گے اب بھی آپ نہ احسانِ عاشقاں

سمجھو گدا نہ جان کہ اے سرفرازِ ناز ۔ افتادگی ہے شیوۂ شایانِ عاشقاں

نورِ خیالِ یار سے روشن ہے سربسر ۔ باوصفِ ظلمِ ہجر شبستانِ عاشقاں

لیتے ہیں آرزو کا یہیں آ کے سب سبق ۔ گویا ہے بزمِ یار دبستانِ عاشقاں

۱۱ نومبر ۱۹۲۳ء یروڈا جیل پونا

لکھتا ہوں مرثیہ نہ قصیدہ نہ مثنوی
حسرت غزل ہے صرف مری جانِ عاشقاں

یکرہ بدیارِ غم گذر کن ۔ بر خانۂ خرابیم نظر کن

از فتنۂ آہِ دردمنداں ۔ ایمن چہ نشستہ حذر کن

گاہے بمزارِ من گر آئی ۔ پوشیدہ ز خلق چشم تر کن

فریاد مکن ز دستِ جورش ۔ یا اے دلِ زار بے اثر کن

گاہے شبِ غم بیادِ لطفش ۔ گاہے بامیدِ آں سحر کن

خاکِ درش از رہِ عقیدت ۔ بر داشتہ سرمۂ نظر کن

۱۱ نومبر ۱۹۲۳ء یروڈا جیل پونا

حسرت ز لباسِ عقل بگذر
رو کسوتِ عاشقی ببر کن

حسن کے ہم ہلاکِ دید بھی ہیں ۔ یعنی شاہد بھی ہیں شہید بھی ہیں

خانہ زادِ جفائے مخلصِ دوست ۔ طالبِ شدتِ مزید بھی ہیں

باوجودِ علائقِ کثرت ۔ عصرِ توحید کے وحید بھی ہیں

۲۰ جنوری ۱۹۲۴ء یروڈا جیل

ہوش گم کردۂ سبیل رشاد	عقل کے پیر و رشید بھی ہیں

کامیاب مرادِ غم حسرت
شادئ شوق کے مرید بھی ہیں

حال کیا اُنسے بار بار کہیں	نہ سنیں گے وہ ہم ہزار کہیں
مرتے ہیں اسی لیئے کہ ہمیں	شاید اپنا وہ جاں نثار کہیں
مایۂ عیش بھی ہے غم کی خلش	اب اسے گل کہیں کہ خار کہیں
شاہ خوباں کہ دزدِ رہزنِ دل	کیا تجھے اے نقابدار کہیں
اُنکی آنکھیں اگر کہیں تو غضب	دلکا افسانہ دشکار کہیں
مدرسے جاناں کے عاشقونکو لیں	لوگ دیوانۂ بہار کہیں

[illegible] جنوری [illegible] — [illegible] جیل پونا

نامرادی مراد ہے حسرت
جب تجھیں خود وہ کامگار کہیں

ہم حال اُنھیں یوں دلکا سنانے لگے ہیں	کچھ کہتے نہیں باتوں دبانے لگے ہیں
لاکھوں ہیں تری دید کے مشتاق مگر ہم	مجبور تجھے دل سے بھلانے لگے ہیں
اور ایسے کہاں حیرت و حسرت کے مرقعے	اے دل جو ترے آئینہ خانے میں لگے ہیں
کہتا ہے اُنھیں یہ کہ نہ ہم ہونگے مخاطب	پھر کہتے نہیں زلف بنانے میں لگے ہیں
کچھ ہوش سر و پا کا نہیں رند خرابات	اٹھی ہے گھٹا دھوم مچانے میں لگے ہیں
قاتل ترے دامن پہ مرے خون کے دھبے	کچھ اور بھی خنجر سے چھڑانے میں لگے ہیں

۱۹ مارچ [illegible] — [illegible] جیل پونا

ہر دم ہے یہ ڈر پھر نہ بگڑ جائیں وہ حسرت
پھر دل جنھیں رو رو کے منانے میں لگے ہیں

ردیف "و"

نامرادوں کو شاد کام کرو	کرم اپنا کبھی تو عام کرو

کارِ عاشق ہے ناتمام سو تم
قتل کرکے اُسے تمام کرو

سبکی خاطر کا ہے خیال تمھیں
کچھ ہمارا بھی انتظام کرو

کھل سکے جب تلک نہ راہِ مراد
منزلِ صبر میں قیام کرو

پوچھتے ہیں وہ جاں نثاروں کو
تم بھی حسرت اُٹھو سلام کرو

لاکھ اُس شوخِ جفاکار سے پرہیز کرو
شوق پھر بھی یہی کہتا ہے سب انگیز کرو

میکشو یوں نہیں گزر جائے نہ تاریکیِ ابر
جام کو بادۂ پر نور سے لبریز کرو

فرق لائے نہ کہیں تیزیِ صہبا میں گلاب
مغبچو تم کو قسم ہے جو کچھ آمیز کرو

عاشقو دور نہیں منزلِ مقصودِ وصال
بادِ پائے طلبِ یار کو مہمیز کرو

اثر اُس خاطرِ بے غم پہ نہ ہوگا حسرت
نالۂ شبگیر کہ تم آہِ سحر خیز کرو

اپنے آپے میں نہیں شوق کے مارے گیسو
پھیلے جاتے ہیں رخِ یار پہ سارے گیسو

ظلمتِ زلف سے نورِ رخِ انور نہ دبا
جیت عارض کی ہوئی شرط میں ہارے گیسو

مائلِ شوق مجھے پاکے وہ بولے ہنسکر
دیکھو تمنے جو چھیڑے آج ہمارے گیسو

نورِ ایماں کے معاون ہیں تمھارے عارض
کفرِ عشاق کے حامی ہیں تمھارے گیسو

فلکِ حسن پہ ہے ناز کیے تاروں کی نمود
باتہ زینتِ افشاں ہیں تمھارے گیسو

کام آئیگی وہ کیا اُنکی پریشانی میں
چشمِ بیمار کے ڈھونڈھیں نہ سہارے گیسو

فاتحہ پڑھنے چلے مرقدِ حسرت پہ جو وہ
پہلے کس ناز سے رو رو کے سنوارے گیسو

جسنے سونگھی ہے تری زلفِ سیہ کار کی بو
کیا پسند آئے اُسے نافۂ تاتار کی بو

آجتک جس سے معطر ہے محبت کا مشام
آہ کیا چیز تھی وہ پیرہنِ یار کی بو

بے پیئے مست کیئے دیتی ہے اسے پیرِ مغاں
مے پرستو نکو ترے ساغرِ سرشار کی بو

ہوس انگیزِ تمنا ہے لبِ یار کا رنگ
روشنی بخشِ نظر ہے مئے گلنار کی بو

مستیٔ حسن کے درجوں میں ہے کامل حسرت
شاہدانِ دکن و خلخ و فرخار کی بو

آرزو لازم ہے وجہِ آرزو ہو یا نہو
التفات اُس کافرِ خود بیں کی خو ہو یا نہو

ہم سے وہ کہتے ہیں کر دینگے آج اظہارِ کرم
اس سے کچھ مطلب نہیں محفل میں تو ہو یا نہو

جانتے ہیں وہ حسیں ہیں کثرتِ حسنِ گلاب
موتیا بیلا چنبیلی نازبو ہو یا نہو

اب کسیکو اور کیا چاہیں گے ہم تیرے سوا
حسن کی دنیا میں تجھسا خوبرو ہو یا نہو

شغلِ مے حسرت ہے روزِ ابر و باراں میں ضرور
صحنِ گلزار و کنارِ آبجو ہو یا نہو

ردیف "ہ"

خلقِ خار سے خدا کی پناہ
نگہِ یار سے خدا کی پناہ

آچکی اب کسی کو شوق میں نیند
تیرے اقرار سے خدا کی پناہ

پھر ہوا دل کو شوقِ شاہدِ قم
ابرِ بسیار سے خدا کی پناہ

بڑھ کے اشرار سے ہوں جنکے غرور
ایسے احرار سے خدا کی پناہ

سامنا کون کر سکے حسرت ÷
اُن کی تلوار سے خدا کی پناہ ÷

خیالِ غیرِ حق دل سے مٹا دو یا رسول اللہ
خرد کو اپنا دیوانہ بنا دو یا رسول اللہ

تجلی طور پر جس نور کی دیکھی تھی موسیٰ نے
ہمیں بھی اک جھلک اسکی دکھا دو یا رسول اللہ

تجلی اسکا وہ جس سے ہو کے باب علم کہلائے
وہ رازِ عشق ہمکو بھی بتا دو یا رسول اللہ

حسین ابن علی کے صبر نے جسکے سر سے تو نے
ہمیں بھی اس بلا کا حوصلہ دو یا رسول اللہ

رہے حسرت نہ حسرت کو لقائے غوث اعظم کی
اُسے بغداد کا رستا بتا دو یا رسول اللہ

دشمن شیوۂ وفا شدہ — ایں چہ کردہ جبرا شدہ
کشتنم سہل گیر و عذر مخواہ — کہ سزاوار مرحبا شدہ
عشق اے شاہد عنبریں مراد — کہ بظاہر پئے جفا شدہ
بہر بیماری ہوس مارا — چارۂ درد لا دوا شدہ

(ق) [illegible]

عاشقی پیشہ کردہ حسرت
شاہ در کسوت گدا شدہ

ردیف "ی"

حسرت کشان درد ہیں تشنگان عاشقی — سیراب غم کرے کہیں پیر مغان عاشقی
مطلوب آہ سرد ہیں محبوب رنگ زرد ہیں — معشوق اہل درد ہیں ہم عاشقان عاشقی
پہلو عیاں ہیں یار کے تسکین جان زار کے — آنسو ہیں چشم یار کے روح روان عاشقی
راحت سے دل گھبرائیگا رہ رہ کے غم یاد آئیگا — کیونکر بھلایا جائیگا عیش زمان عاشقی

[illegible]

سب راز حق افشا کیا حسرت یہ تو نے کیا کیا
ہمکو نکیوں سمجھا کیا نا قدر دان عاشقی

برکتیں سب ہیں عیاں دولت روحانی کی — واہ کیا بات ہے اُس چہرۂ نورانی کی
شوق دیکھے تجھے کس آنکھ سے اے مہر لب — کچھ نہایت ہی نہیں تیری درخشانی کی
مجھسے وہ سگ بھی اپنے فضل سے عزت ہو نصیب — آستان حرم یار پہ دربانی کی
وہ تبسم بھی قیامت ہے ترا بعد جفا — تو نے دی ہو جسے خدمت نمک افشانی کی

[illegible]

رشک شاہی ہو نکیوں اپنی فقیری حسرت
کب سے کرتے ہیں غلامی شہ جیلانی کی

عقل سے حاصل ہوئی کیا کیا پشیمانی مجھے
عشق جب دینے لگا تعلیم نادانی مجھے

میری جانب ہے مخاطب صکرۂ چشم ناز
اب تو کرنی ہی پڑے گی دل کی قربانی مجھے

دیکھ لے اب بھی کہیں اگر جو وہ غفلت شعار
کسقدر ہو جائے مرجانے میں آسانی مجھے

عیش کی یارب مبارک ہو فراوانی انھیں
درد کی لذت رہے البتہ ارزانی مجھے

[illegible]

سیکڑوں آزادیاں اس قید پر حسرت نثار
جسکے باعث کہتے ہیں سب انکا زندانی مجھے

اور بھی ہو گئے بیگانہ وہ غفلت کرکے
آزمایا جو انھیں ترک محبت کرکے

پستیٔ حوصلہ شوق کی اب ہے یہ صلاح
بیٹھ رہیے غم ہجراں پہ قناعت کرکے

دل نے پایا ہے محبت کا یہ عالی رتبہ
آپکے درد دوا کار کی خدمت کرکے

روح نے پائی ہے تکلیف جدائی سے نجات
آپکی یاد کو سرمایۂ راحت کرکے

[illegible]

چھیڑ سے اب وہ یہ کہتے ہیں کہ سنبھلو حسرت
صبر و تاب دل بیتاب کو غارت کرکے

گھبرا کے تغافل سے تمنا ہے ستم کی
حالت کوئی دیکھے ترے مجبور الم کی

لاریب ترے شوق کا انجام فنا ہے
پیوستہ اسی راہ سے ہے راہ عدم کی

مخمور طرب ہے رہ الفت میں تمنا
لوٹی ہیں بہاریں جو ترے نقش قدم کی

باطن میں تو راہی ہیں مگر خط میں بظاہر
اب ہے جو لڑائی وہ لڑائی ہے قلم کی

بے وجہ نہیں عشق میں خاموشی حسرت
منظور حفاظت ہے کسی راز اہم کی

مقدر کچھ نہ کچھ اسمیں رقیبوں کی بھی سازش ہے
وہ بے پروا الٰہی آج کیوں گرم نوازش ہے

پئے مشق تغافل آپنے مخصوص ٹھہرایا
ہمیں یہ بات بھی منجملۂ اسباب نازش ہے

کہاں ممکن کسی کو باریابی انکی محفل میں
نہ اطمینان کوشش ہے نہ امید سفارش ہے

[illegible]

کیا تھا ایک دن دل نے جو دعوائے شکیبائی
سوا تبک انکے نازِ دلبری کو ہے کاوش ہے

ہجوم یاس نے بیدل کیا ایسا کہ حسرت کو
ترے آنے کی اب امید باقی ہے نہ خواہش ہے

وہ جب یہ کہتے ہیں تجھسے خطا ضرور ہوئی
میں بیقصور بھی کہدوں کہ ہاں حضور ہوئی
نظر کو تاب تماشائے حسنِ یار کہاں
یہ اس غریب کو تنبیہ بے قصور ہوئی

طفیل عشق ہے حسرت یہ سب کے نزدیک
ترے کمال کی شہرت جو دور دور ہوئی

جو سمجھ میں نہیں آتی ترے دیوانوں کی
واسنوں کی نہ خبر ہے نہ گریبانوں کی
جلوۂ ساغر و مینا ہے جو ہمرنگِ بہار
رونقیں طرفہ ترقی پہ ہیں میخانوں کی
ہر طرف بیخودی و بیخبری کی ہے نمود
قابل دید ہے دنیا ترے حیرانوں کی
آنکھ والے تری صورت پہ مٹے جاتے ہیں
شمع محفل کی طرف بھیڑ ہے پروانوں کی
اے جفا کار ترے عہد سے پہلے تو نہ تھی
کثرت اسد رجہ محبت کے پشیمانوں کی
فیض ساقی کی عجب دھوم ہے میخانوں میں
ہر طرف مے کی طلب مانگ ہے پیمانوں کی

یاد پھر تازہ ہوئی حال سے تیرے حسرت
قیس و فرہاد کے گذرے ہوئے افسانوں کی

میسّر ترکِ تمنا نہیں ہے
دل زار ابھی سمجھا نہیں ہے
قصورِ نظر ہے جو دیکھے نہ کوئی
کہاں ورنہ تو جلوہ آرا نہیں ہے
دل محو حیرت نے ابتک نہ جانا
کہ کیا ہے تری آرزو کیا نہیں ہے
ترا مجھپہ یوں خود بخود لطف کرنا
عجب ماجرا ہے جو دھوکا نہیں ہے

بصر کو کہاں تابِ دیدار حسرت
تجلی ہے انکی تماشا نہیں ہے

جنوری سنہ ۲۲ء کانپور

حالِ مجبوری دل کی نگراں ٹھہری ہے
دیکھنا وہ نگہ ناز کہاں ٹھہری ہے

ہجرِ ساقی میں یہ حالت ہے کہ اب جائے سرور
بوئے مے وجہ غم بادہ کشاں ٹھہری ہے

کیوں نہ معمورِ غمِ عشق ہو دنیائے خیال
شکلِ یار آفتِ ہر پیر و جواں ٹھہری ہے

جس طبیعت پہ ہیں نازِ خدا آگاہی تھا
اب وہی شیفتۂ حسنِ بتاں ٹھہری ہے

یار بے نام و نشاں تھا سو اسی نسبت سے
لذتِ عشق بھی بے نام و نشاں ٹھہری ہے

خیر گذری کہ نہ پہنچی ترے در تک ورنہ
آہ نے آگ لگا دی ہے جہاں ٹھہری ہے

دشمنِ شوق کہے اور تجھے سو بار کہے
آئین ٹھہرے گی نہ حسرت کی زباں ٹھہری ہے

۱۰ اپریل سنہ ۲۲ء سابرمتی جیل احمد آباد

ہوتی ہے روز بارشِ عرفاں مرے لیے
گویا بہشت عشق ہے زنداں مرے لیے

ناکامیِ طلب میں کہ ہے جانِ عاشقی
گنجینۂ مراد ہے پنہاں مرے لیے

رہتی ہے روز اک ستمِ تازہ کی تلاش
بے چین ہے وہ فتنۂ دوراں مرے لیے

نزدیک ہے کہ شوق سنے وعدۂ وصال
لبہائے نازِ یار ہیں لرزاں مرے لیے

حسرت کوئی مدد نہ کرے کیا مضائقہ
کافی ہے غوثِ اعظمِ جیلاں مرے لیے

۱۰ جون سنہ ۲۲ء سابرمتی جیل احمد آباد

جنوں نے دل سے وہ حس بھی مٹا دی
کرے جو امتیازِ رنج و شادی

سنا جب اُسنے کوئی شر اُٹھا یا
مری ایذا پسندی نے دعا دی

شبِ معراجِ مردانِ خدا ہے
بقولِ شیخِ زہدِ نامرادی

مجازی عشق بھی اک شے ہے لیکن
ہم اس نعمت کے منکر ہیں عادی

کبھی بھی جاں نثاری کی جو حسرت
وہ بارے کر کے بھی ہمنے دکھا دی

کیا کام اُنھیں پرسشِ اربابِ وفا سے
مرتا ہے تو مر جائے کوئی اُنکی بلا سے

تجھسے بھی خفا ہو مری آہو ںسے بھی برہم
دامن کو بچاتا ہے وہ کافر کہ مبادا
دیوانہ کیا ساقیٔ محفل نے سبھی کو
اک یہ بھی حقیقت میں ہے شانِ کرم انکی
آگاہِ غمِ عشق نہیں وہ شہِ خوباں

[illegible]

تم بھی ہو عجیب چیز کہ لڑتے ہو ہوا سے
چھو جائے کہیں پاکیٔ خونِ شہدا سے
کوئی نہ بچا اس نگہِ ہوش ربا سے
ظاہر میں جو رہتے ہیں وہ ہر وقت خفا سے
اور یہ بھی جو ہو جائے فقیر دنکی دعا سے

قائل ہوئے رندانِ خرابات کے حضرت
جب کچھ نہ ملا ہم کو گروہِ عرفا سے

چلی ساغر ہستی میں آج کیا ہی
جمالِ التفاتِ شاہِ جیلاں
بیکدم دیدیا دینا تھا جو کچھ
شہِ عبد الصمد کا واسطہ تھا

[illegible]

نسیم رحمت و لطفِ الٰہی
ہوا پیدا البشانِ کج کلاہی
دکھا دی شانِ حسنِ کم نگاہی
نہ کیونکر سرِ حق کھلتا گیا ہی

دلِ حسرت ہوا مسرور انوار
شہِ رزاق دیتے ہیں گواہی

ہجر میں یادِ یار آتی ہے
بالشِ آرزو سے آج تلک
کوئے جاناں سے روحِ اہلِ غرض
چمن جاں میں پھر بقصد فرنگ

[illegible]

راحتِ غم شکار آتی ہے
شوق کو بوئے یار آتی ہے
شغلِ طاعت گذار آتی ہے
عاشقی کی بہار آتی ہے

آئی محفل سے آرزو حسرت
ہو کے یکسر فگار آتی ہے

ہے عشق میں جاں کی خرابی
صبحِ شبِ وصل تھا مہم ہم کو

[illegible]

عاشق کو نہ ہو کامیابی
اسے مائلِ نازو نیم خوابی

حیرانِ جمالِ یار ہے عقل
سرمستِ شراب بے شرابی

پنہاں ہے عیانیوں میں اپنی
وہ زیرِ حجاب بے حجابی

حسرت یہ رباعیات موزوں
خیام سے کم نہیں سحابی

۱۰ مارچ ۱۹۲۲ء یرودا جیل پونا

سجا ہے دل زار کی ناصبوری
کہاں تک اٹھائے کوئی رنج دوری

بہ غایت جو اُس شوخ کی تھی ضروری
خطا بن گئی خود مری بے قصوری

وہ ممشید ہی سے اُڑا لیں گے مطلب
کہیں شوق نے کی نہ بات پوری

محبت نے کی دل میں وہ آگ روشن
کہ ہم ہو گئے جسمِ خاکی سے نوری

بہر حال گرویدۂ حسن ہیں ہم
جمالِ بشر معنوی ہو کہ صوری

تمنا نے کی خوب نظارہ بازی
مزا دے گئی حسن کی بے شعوری

نہ چھوٹا نہ چھوٹے دو بار حسرت
بہت ہم نے چاہا نہیں کانپوری

۲۲ مارچ ۱۹۲۲ء یرودا جیل پونا

آسان حقیقی ہے نہ کچھ سہل مجازی
معلوم ہوئی راہِ محبت کی درازی

کچھ لطف و نظر لازم و ملزوم نہیں ہیں
اک یہ بھی تمنا کی نہ ہو شعبدہ بازی

دل خوب سمجھتا ہے ترے حرفِ کرم کو
ہر چند وہ اردو ہے نہ ترکی ہے نہ تازی

قائم ہے نہ وہ حسن رخِ یار کا عالم
باقی ہے نہ وہ شوق کی ہنگامہ نوازی

اے عشق تری فتح بہر حال ہے ثابت
مر کر بھی شہیدانِ محبت ہوئے غازی

کر جلد کہیں ختم ہیں اے غمِ جاناں
کام آئیگی کس روز تری سینہ گدازی

معلوم ہے دنیا کو یہ حسرت کی حقیقت
خلوت میں وہ میخوار ہے جلوت میں نمازی

مرا ایماں عجب کیا ہے جو ایمانِ تصوف ہے
تصوف جانِ مذہب عاشقی جانِ تصوف ہے

گناہ اپنا نہیں ثابت خطا کے پھر بھی ہیں قائل — ادب کا ہے یہی شیوہ یہی شان تصوف ہے
ادب اک دوسرا ہے نام عشقِ روح پرور کا — جو رامِ عشق ہے وہ زیرِ فرمانِ تصوف ہے
تعلق حسن و عشق میں بھی ہے عشق و شوق ازلی کا — یہی تو اصلِ دین و رمزِ پنہانِ تصوف ہے

[illegible]

گذر کر راہ بیجا پیچ قدر و جبر سے حسرتؔ
یقیں اپنا مقیم شہرِ عرفانِ تصوف ہے

اگر شوق کی رہنمائی نہ ہوگی — تو اُن تک ہوئی ہے رسائی نہ ہوگی
شبِ ہجر کیونکر کٹے گی جو یارب — تصور کی راحت فزائی نہ ہوگی
بغیر انکے دم بھر نہیں چین دل کو — کبھی اُن سے گویا جدائی نہ ہوگی
پڑیگی نظر تیری کاہے کو ہم پر — اگر بر سرِ دلربائی نہ ہوگی
خرد کے لئے مایۂ فخر ہوگا — دیارِ جنوں کی گدائی نہ ہوگی
رہی عشق سے روح مانوس ہوکر — اب اس دامِ غم سے رہائی نہ ہوگی
ترا وہم ہوگا ستمگر یہ ہمنے — کبھی آنکھ تجھ سے لڑائی نہ ہوگی
وہ بگڑے ہیں تو ہم بھی جائینگے آخر — لڑائی ہوئی ہے صفائی نہ ہوگی

[illegible]

ستم کرکے ناحق وہ نادم ہیں حسرتؔ
کہ ہم سے کبھی بے وفائی نہ ہوگی

ہیں وہ باوصف شانِ خود کامی — جانِ محبوبی و دلارامی
کامیاب کمالِ عشق ہے دل — باوجودِ حصول ناکامی
عاشقی میں ہے زیبا فرقِ جنوں — طرۂ افتخارِ بدنامی
ہمنے بیباک انکو روک لیا — پختہ کاری سے بڑھ گئی خامی
بنگیا ہے فراق یار میں شوق — خلشِ انتظار کا حامی
پڑ کے اکبار چھوٹتی ہے کہاں — عادتِ بادہ مستی و مے آشامی

[illegible]

حسرت اردو میں ہے غزل تیری
پرتو نقش سعدی و جامی

ترے درد سے جسکو نسبت نہیں ہے
وہ راحت مصیبت ہے راحت نہیں ہے

جنون محبت کا دیوانہ ہوں میں
مرے سر میں سودائے حکمت نہیں ہے

ترے غم کی دنیا میں اے جان عالم
کوئی روح محروم راحت نہیں ہے

مجھے گرم نظارہ دیکھا تو ہنسکر
وہ بولے کہ اسکی اجازت نہیں ہے

جھکی ہے ترے بار عرفاں سے گردن
ہمیں سر اٹھانے کی فرصت نہیں ہے

یہ اس روئے رنگیں کا ہے ایک پرتو
بہار طلسم لطافت نہیں ہے

ترے سرفروشوں میں ہے کون ایسا
جسے دل سے شوق شہادت نہیں ہے

تغافل کا شکوہ کروں اُنسے کیونکر
وہ کہدینگے تو ہمروت نہیں ہے

وہ کہتے ہیں شوخی سے ہم دلربا ہیں
ہمیں دلنوازی کی عادت نہیں ہے

شہیدان غم ہیں سبکروح کیا کیا
کہ اُس دل پہ بار ندامت نہیں ہے

۱۸ مارچ سنہ ۱۹۱۷ء [illegible] جیل [illegible]

نمونہ ہے تکمیل حسن سخن کا
کہ سرباری طبع حسرت نہیں ہے

روشن جمال یار سے دنیائے عشق ہے
گویا شراب حسن بہ مینائے عشق ہے

اہل ہوس کو بھی سرِ سودائے عشق ہے
یہ کفر ہے یہ دعوی بیجائے عشق ہے

محمل نشین درد جو لیلائے عشق ہے
سوز و گداز مذہب و دنیائے عشق ہے

اے ترک حسن ادھر بھی کبھی جلد کر گذر
غارت کے انتظار میں کالائے عشق ہے

کہتی ہے عقل دین بھی دنیا بھی کر طلب
ان سب سے منھ کو موڑ یہ ایمائے عشق ہے

پہنچا ہے جذب دل کا کہاں تک اثر
ارباب حسن کو بھی تمنائے عشق ہے

مستی ہے اصطلاح محبت میں آگہی
بیگانہ خرد ہے جو دانائے عشق ہے

۱۰ مارچ سنہ ۱۹۱۷ء [illegible] جیل [illegible]

میں کیا ہوں ایک ذرۂ صحرائے اشتیاق
دل کیا ہے ایک قطرۂ دریائے عشق ہے

ظاہر ہے بیقراریٔ پیہم سے حال دل
بیکار ہمکو دعویٔ اخفائے عشق ہے

مدت کے بعد پھر وہ ہوئے مائل کرم
یہ بھی تو اک طریقۂ احیائے عشق ہے

حسرت کو پائے بندیٔ ایماں سے کیا غرض
وہ کافر جمال ہے ترسائے عشق ہے

اک انکے سوا جب تھے ہم کسی کے
الٰہی وہ دن کیا ہوئے عاشقی کے

سر شام وہ چائے نوشی کی صحبت
وہ موقعے نظر بازی و شاعری کے

وہ رنگینیٔ بزم احباب شوکت
وہ سامان ثاقب کی دلبستگی کے

وہ برق و تجمل کی ہنگامہ کوشی
وہ اظہار بیفکری و بےغمی کے

وہ حسرت علیگڈھ کا عہد فراغت
وہ راتیں نمائش کی دن فروری کے

وہ چپ ہو گئے مجھسے کیا کہتے کہتے
کہ دل رہ گیا مدعا کہتے کہتے

مرا عشق بھی خود غرض ہو چلا ہے
ترے حسن کو بیوفا کہتے کہتے

شب غم کس آرام سے سو گئے ہم
فسانہ تری یاد کا کہتے کہتے

یہ کیا پڑ گئی خوئے دشنام تمکو
مجھے ناسزا بر ملا کہتے کہتے

خبر انکو اب تک نہیں مرنے کی ہم
دل زار کا ماجرا کہتے کہتے

عجب کیا جو ہے بدگماں سب سے وہ غفلت
برا سنتے سنتے برا کہتے کہتے

وہ آئے مگر آئے کس وقت حسرت
کہ ہم چل بسے مرحبا کہتے کہتے

آہ دل عشاق نوا ساز نہیں ہے
اس نغمۂ جانسوز میں آواز نہیں ہے

زنہار اگر لطف سے سیر چمن کا
ساتھ اپنے جو وہ سرو سرافراز نہیں ہے

مجموعۂ خوبی ہوئی عشاق کی سیرت
یہ کیا ہے اگر حسن کا اعجاز نہیں ہے
گرویدگیٔ شوق ہوئی اپنی مسلّم
یوں ہے کہ اب اُنکو بھی سرِ ناز نہیں ہے
منظور غم ہجر ترقی ہے طلب کی
تقدیر عبث تفرقہ پرداز نہیں ہے

محسود ہے کون آج گروہ شہدا کا
حسرت کو وہ کہتے تھے کہ جانباز نہیں ہے

[illegible]

پہلے کہیں خدا اُسے شوقِ شکار دے
پھر یہ کہ وہ ہمیں کو نشانہ قرار دے
کا ہیکو مٹنے پائیں تمنا کی شورشیں
ہمکو جو بیش و کم پہ خدا اختیار دے
ساقی کو شوق ہے کرم بےحساب کا
ساغر عجب نہیں جو ہمیں بےشمار دے
کیا کیا نہ یاد یار سے ہوں شرمسار ہم
فرصت کبھی جو کشمکش روزگار دے
سب اُسکے آگے ہیچ ہیں دنیا کی راحتیں
پروردگار دے تو غم عشق یار دے
عاشق کے رنگِ زرد پہ خندہ ہے فراق
دیکھیں کبھی وہ آکے تو کیا کیا بہار دے

حسرت سے کہتے ہیں وہ بتا اپنی آرزو
اب کیا اُنھیں جواب یہ ناکردہ کار دے

[illegible]

مرید آپکے اہل صفا کے پیر ہوئے
جو تھے فقیر امیروں کے وہ امیر ہوئے
ضیائے روح کا ان روشنوں نے کیا کہنا
سراج نور نبوت سے جو منیر ہوئے
جبھی میں ہو نہ سکا فتنۂ جفا سے ملول
وہ کہہ چکے تھے کہ ہم تیرے دستگیر ہوئے
غرض اُنھوں نے ہر حال کی خبرگیری
کبھی معین رہے وہ کبھی نصیر ہوئے
تمام جھگڑوں بکھیڑوں سے ہو گئے آزاد
حضور آپ کے جس دن سے ہم اسیر ہوئے
ہماری شومیٔ قسمت بھی دنیائے عاشقی میں ہوئی
وہ جب سے عالم خوبی میں بےنظیر ہوئے

غلام حضرت رزاق کیا ہوئے حسرت
کہ آپ نام خدا عاشقوں کے پیر ہوئے

ہم پہ جنوں کی تہمت بیجا ابھی سے ہے
ہنگامۂ بہار کا غوغا ابھی سے ہے

وعدے کی شب ہجوم تمنا ابھی سے ہے
سرگرم کار خاطر شیدا ابھی سے ہے

حالانکہ ابتدا ابھی ہیں ہے شباب کی
انکو کمال حسن کا دعوے ابھی سے ہے

آنے میں انکے دیر ہے لیکن شب وصال
پیش نظر وہ چہرۂ زیبا ابھی سے ہے

اے عشق تازہ کار تری ابتدا کو ہم
جب سوچتے ہیں کہتے ہیں گویا ابھی سے ہے

برسیگا ہن بہار میں اے پیر میفروش
تیری دکان بادہ کا چرچا ابھی سے ہے

دیکھیں ہوس یہ دوری منزل سے کیا بنے
جسکا خیال حوصلہ فرسا ابھی سے ہے

اہل نظر کا قول یہی ہے کہ بےمثال
تیرا جمال اے گل رعنا ابھی سے ہے

حسرت کو شام وصل ہے پاس حیائے یار
گو شوق پائبوس کا ایما ابھی سے ہے

(قطعہ)

عاشق کو ہوئی فنائے فانی
پیغام حیات جاودانی

ہے کثرت شوق کا نتیجہ
آنکھوں کی یہ آرزو فشانی

تھی انکی نگاہ بے نگاہی
اک طرفہ ادائے دلستانی

پھر آج وہ برسر کرم ہیں
از راہ کمال مہربانی

پھر گلشن آرزو میں گویا
آئی ہے بہار کامرانی

بیٹھے ہیں وہ روٹھکر جو مجھسے
چمکا ہے جمال سرگرانی

کچھ ایسے جدا ہوئے کہ ہمسے
پھر مل نہ سکا وہ یار جانی

کچھ داغ فراق کے علاوہ
ہم اور نہ دے چلے نشانی

اردو میں کہاں ہے اور حسرت
یہ طرز نظیری و فغانی

علیؓ کے لال زہراؓ کے دلارے
رسولؐ اللہ کی آنکھوں کے تارے

نمونے شیوۂ خلق حسنؓ کے
حسینؓ ابن علی کی شان تسلیم
کبھی اے بادشاہ اہل عرفاں
کبھی اور کیا پیدا ہو انکو
بھلا ساقی کوئی دن فصل گل کے

نمایاں ہیں تری سیرت میں سارے
تری جانب کو کرتی ہے اشارے
نظر پھیر بھی اک ہو جائے بارے
جنھیں کافی ہوئے تیرے سہارے
جدائی میں تری کیونکر گزارے

کرو حضرت حضور سید بغداد
جمال نور مطلق کے نظارے

گمرہوں کی رہنمائی کیجئے
کچھ ہمیں بھی اے امیر اولیا
خواہش ظاہر سے باطن کی طرف
یا عطا اے دولت قرب قبول

یا علیؓ مشکلکشائی کیجئے
دیکھئے پاس گدائی کیجئے
اہل دل کی دلربائی کیجئے
چارۂ درد جدائی کیجئے

جان حضرت سے گرفتار بجا(؟)
حکم انعام رہائی کیجئے

ترک شان کجادائی کیجئے
سرخرو کرکے ہمیں عشاق میں
ان سے کہکے شکوۂ جور وجفا
بدمزاج اے پاسباں کو بے وفا

آئینے سے صفائی کیجئے
شہرۂ گلگوں قبائی کیجئے
مرتے دم کیا بے وفائی کیجئے
تجھ سے کیونکر آشنائی کیجئے

ہے کو حضرت سے یقیں قرب دوست
آپ خوف نارسائی کیجئے

کیا کیا نہ ہجر میں ترے ناشاد کر چکے
کہتے ہیں اب وہ تیری گذارش ہے نا قبول

اب ہا ہمکو چپ ہیں کہ وہ یاد کر چکے
اکبار کہہ چکے جو ہم ارشاد کر چکے

نادم وہی تو آج ہیں کل پر بنائے ناز
خاکِ شہیدِ عشق جو برباد کر چکے

رنگیں طراز یاں ہیں غضب انکسیر کی
جو دامنِ جنوں پہ ہم ایجاد کر چکے

حسرت وہ اب ہوئے بھی تو کیا مائل کرم
جب ختم ساری سختی بیداد کر چکے

تیری جفا بھی ہے وفا سے یکساں دلبری
تیرے ستم سے دیتے ہیں لوگ مثالِ دلبری

بات ہے تیری حیلہ جو صرف بنائے گفتگو
چال ہے تیری فتنہ خو مست بحالِ دلبری

اہل کمال کی نظر محوِ ثنا ہے دیکھکر
چہرۂ حسنِ یار پر ندرتِ خالِ دلبری

مہرِ سپہرِ حسن ہو با خط و خالِ گلرخی
ماہِ تمام ناز ہو با سن و سالِ دلبری

اسکے سوا کم ہے یہ خود وصفِ بتانِ ماہرو
کچھ بھی جو جانتا ہو تو کیا ہے کمالِ دلبری

ذات پہ جنکی ختم تھا شیوۂ جورِ سر بملا
آج ہیں بر سرِ وفا پھر یہ خیالِ دلبری

حسرتِ پاکباز کے گریۂ شوق سے رہے
تازہ یوں ہی خدا کرے تیرا نہالِ دلبری

کسقدر دشوار تھی ہم پر جدائی آپ کی
بارے پھر اللہ نے صورت دکھائی آپ کی

شوق بیباک تک نہیں ثابت رکھائی آپ کی
کسقدر چالاک ہے بے اعتنائی آپ کی

رہ گئی اہلِ ہوس میں یادگارِ حسن و عشق
نازبرداری ہماری دلربائی آپ کی

بدگماں کا ہے کو ہوتا آپ کا حسنِ غیور
ہم نے کیوں تصویر آنکھوں سے لگائی آپ کی

مجھ سے یہ اکثر کہا کرتا ہے وہ مخمورِ ناز
دیکھیے بنتی ہے کب تک پارسائی آپ کی

آپ کو آتا رہا میرے ستانے کا خیال
صلح سے اچھی رہی مجھ کو لڑائی آپ کی

عرض کر کے حالِ دل کسدرجہ ہیں محجوب ہم
دیکھ کر غصے میں صورت تمنائی آپ کی

مجھکو جو آتی ہے وہ نادر ہے خوشبوئے حسن
ورنہ پوشش عطر میں کس نے بسائی آپ کی

گلشنِ امید میں چلنے لگی بادِ بہار
یا سواری میرے دروازے پہ آئی آپ کی

بھولے بیٹھے تھے دلا کیا کریں اس دل کو ہم
ہجر میں پھر یاد جس دل نے دلائی آپ کی

فرق اور فرق زمین و آسماں آیا نظر
شکل جب تصویر یوسف سے ملائی آپکی

لے نوازِ عاشقی نے نغمہائے حُسن میں
بارہا آوازہ کانوں کو سنائی آپکی

ربط جب دیکھا کہ غیروں نے بڑھایا آپنے
رفتہ رفتہ ہمنے بھی چاہت گھٹائی آپکی

دل کہ مالامالِ غم تھا کتنی بیدردی کیساتھ
ہمنے رو رو کر وہ سب دولت لٹائی آپکی

آپکے وعدے کی شب کھا کر فریبِ آرزو
سیج کس کس شوق سے ہمنے سجائی آپکی

جس سے حسرت ہو گئی زیر و زبر بزمِ سماع
کس قیامت کی غزل مطرب نے گائی آپکی

عقدہ وصالِ یار کا حل ہو تو جانیئے
خوف و خلوص و علم و عمل ہو تو جانیئے

تمکین و قہرِ یار میں مشکل ہے امتیاز
غصے سے ابرؤں پہ جو بل ہو تو جانیئے

کیونکر کھلے ہوے ہیں وہ کس بات پر خفا
کچھ بھی جو بیرخی کا محل ہو تو جانیئے

رہتی ہے یوں تو غیر سے روز انکی چھیڑ چھاڑ
کچھ واقعی بھی ردوبدل ہو تو جانیئے

حسرت یہ رنجِ ہجر یہ قید اور یہ جورِ غیر
اس کشمکش میں آج غزل ہو تو جانیئے

تراوش کرتی ہیں رنگینیاں کب اپنے شمو لشے
عبارت ہے یہ اُس جانِ جہاں کے شوقِ موزونسے

بلائے کثرتِ عشاق سے ناحق ہے بیزاری
شکایت کیجیئے اپنے جمالِ روز افزوں سے

غرور اپنا نہیں بیجا کہ نسبت ہے برابر کی
تمھاری زلفِ ابتر کو ہمارے بختِ واژوں سے

ادھر دیکھے تو کوئی حسنِ لیلائے تصور کا
قیامت شوق کا ملنے لگا تصویرِ مجنوں سے

چمن میں جوشِ گل کی کھنچگئی تصویر جب حسرت
ملی ساغر کی سبزی سرخیٔ صہبائے گلگوں سے

خبر کیا تھی ترے عزمِ سفر کی
روانی رک چکی اب چشمِ تر کی

وہ عاشق مجھسے پہلے تھے کہ انکو
خبر تھی میرے شوقِ بیخبر کی

مری محرومیوں کا حال سنکر
بھلا حوروں کی زینت میں ہستی
وہ ہیں مجبورِ نازِ دلربائی
دل آگاہ کو اے حسنِ سوا

اُنھیں اب فکر ہے ردِ اثر کی
کہاں سے آئیگی حسنِ بشر کی
کہے دیتی ہے بیباکی نظر کی
تری خواہش نہ کرنی تھی مگر کی

خیالِ یار میں حسرت شبِ ہجر
عجب آرام سے ہمنے بسر کی

گلشن میں نہ دلِ بلبلِ ناکام لگائے
یہ بات عجب عادتِ الناس میں ہے داخل
مسجد میں کہیں محوِ عبادات ہیں زاہد
بیٹھا ہے کہیں راہِ خراباتِ مغاں میں

پنہاں ہیں صیاد بھی ہے دام لگائے
تقدیر کا خود کر کے خطا نام لگائے
جنت کی دلوں کو طمعِ خام لگائے
دکانِ ہوس کوئی ہے آشام لگائے

ہر حال میں راضی برضا ہم ہیں کہ حسرت
کیا دخل جو اُنپر کوئی الزام لگائے

کوششِ وصالِ یار کی معذور ہو چکی
لیکر چلی ہے مغفرتِ حق ہمیں کہاں
دستور کے اصول مسلم ٹھہر چکے
سرمایہ دار خوف سے لرزاں ہیں کیوں نہوں

اب ہم سے خدمتِ دلِ رنجور ہو چکی
جنت میں ہم سے عاشقیِ حور ہو چکی
شاہی بھی رامِ غلبۂ جمہور ہو چکی
معلوم سب کو قوتِ مزدور ہو چکی

اور آپ اس سے چاہتے کیا ہیں سوائے سوز
حسرت یہ نارِ عشق سے یہ نور ہو چکی

منحصر وقتِ مقرر پہ ملاقات ہوئی
دلِ مشتاق میں اک شوق کا طوفاں اُٹھا
مذہبِ عشق میں ناکامیِ جاوید کی خو

آج یہ آپکی جانب سے نئی بات ہوئی
وعدۂ وصل کا دن ختم ہوا رات ہوئی
فرض منجملۂ احکامِ عبادات ہوئی

حسن کی نیم نگاہی بھی تمنا کے لیے
سوجب فخر ہوئی وجہ مباہات ہوئی

دم آخر وہ ملے بھی تو ملے کیا حسرت
کھیت جب سوکھ چکے اپنے تو برسات ہوئی

شوق کہاں آرزوئے شوق ہے
درجہ ترے عشق فسوں کار کا

جس سے جہاں مستئ ذوق ہے
حسن کے رتبے سے بھی مافوق ہے

گردن حسرت میں پئے امتیاز
خوب غلامی کا ترے طوق ہے

آنکھ تیری بھی تا سحر نہ لگے
وہ بھی کورنش ہے کوئی جسکے لئے
یہ بھی ہے ماننے کی بات کوئی
ہمت اتنی دل ہوس میں کہاں

عاشقوں کی کہیں نظر نہ لگے
اُنکے قدموں سے جھک کے سر نہ لگے
مرسلیں ہم تمھیں خبر نہ لگے
کہ اُسے تیری ضد سے ڈر نہ لگے

تجھ سے شوق ہے تراوہ شجر
جس میں حسرت کبھی ثمر نہ لگے

ہر دم رضائے یار سے نزدیک ہم رہے
تحریک حریت کو جو پایا قرین حق
خلق خدا کو مان کے شرکت کا مستحق
دشوار تھا بغیر یقیں روح کا سکوں

امیدوار وعدۂ لیعطیک ہم رہے
ہر عہد میں معاون تحریک ہم رہے
دریاب ملک منکر تملیک ہم رہے
اچھا ہوا کہ دشمن تشکیک ہم رہے

ہر حال ہر خیال میں ہر اعتبار سے
حسرت مطیع عشق رہے ٹھیک ہم رہے

باقی ہے جو کچھ خلش درد کبھو کی
مقصد ہے جلانا بھی اُسکو کبھی جھکاؤ

ابتک میرے دل میں انتہا ہر کسو کا
خاطر تجھے منظور ہے میری نہ عدو کی

ارزانیِ مے حسن کے ترے دور میں ساقی	ہر دل میں ہوس عام ہوئی جام و سبو کی
قائم ہے بہ یک حال مرے دردِ جگر میں	قدرت نہ فنا کی ہے نہ قوت ہے نمو کی

بیزار ہوں میں زخمِ دلِ زار سے حسرت
اب تک اُسے کیوں یہی تمنا ہے رفو کی

(۱) تخمیس شعرِ عراقی (۱۵ فروری سنہ ۲۴ء)

نہ کسی سے دشمنی ہے نہ کسی سے آشنائی	دو جہاں سے منہ کو موڑا انہیں یاد کیا لگائی
مجھے صوم سے ملا کچھ نہ نماز راس آئی	صفتِ رہِ قلندر سرِ دار میں شناسائی

کہ ربود از دو دورے ہمہ رہ و رسمِ پارسائی

(۲) رباعی در وصفِ توفیقِ الٰہی (۲۱ دسمبر سنہ ۲۳ء)

ہو کر ہی رہا ہمیشہ میرا چاہا	جب جو مرے دل نے تجھ سے چاہا چاہا
توفیق اسے کہتے ہیں کہ چاہا بھی وہی	میں نے جو کچھ اس نے مجھ کو دینا چاہا

(۳) رباعی دیگر

بیباک رہیں فکرِ اسیری نہ کریں	یوں فاقہ و فقر میں امیری نہ کریں
ہم کیا ہیں بساط کیا ہماری حسرت	غوث الاعظم جو دستگیری نہ کریں

کتب مصنفہ و مؤلفہ مولانا حسرت موہانی بی، اے۔ ایڈیٹر اردوئے معلیٰ و تذکرۃ الشعرا

دیوان غالب اردو مع شرح حسرت موہانی — دیوان غالب کی یہ مشہور اور قابل دید شرح جسکا پانچواں ایڈیشن حال ہی میں چھپ کر تیار ہے مع مقدمہ مفید مشتمل بر حالات غالب و تنقید کلام غالب قیمت فی جلد ۲

انتخاب دیوان حسرت مع ترجمہ انگریزی و مقدمہ — یعنے حسرت موہانی کے دواوین حصہ اول دوم سوم چہارم کا مکمل انتخاب۔ ہر اردو غزل کے بعد اسکا انگریزی ترجمہ بھی دیکھئے چیز ہے۔ مترجمہ چودھری رحم علی ہاشمی بی اے اسسٹنٹ ایڈیٹر انڈیپنڈنٹ مطبوعہ ٹائپ جلد انگریزی مع تصویر حسرت زیر طبع مجلد ۲

انتخاب دواوین — حصہ پنجم یعنی مجموعہ انتخاب دیوان۔ ولی دکھنی۔ شاہ مبارک آبرو۔ قاضی محمد صادق خاں اختر۔ میر انشا اللہ خاں انشا۔ مرزا قادر بخش صابر دہلوی۔ خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ۔ میر ممنون سونی پتی۔ ملک الشعرا ذوکی مراد آبادی۔ واجد علیشاہ اختر۔ مولوی سید علی حیدر نظم طباطبائی۔ رشاکی میرٹھی معاصر غالب۔ مولوی سید امداد امام اثر عظیم آبادی۔ نواب ... صاحب مشتاق لکھنوی۔ طاہر فرخ آبادی۔ مولوی سید علی محمد شاد عظیم آبادی۔ مرتبہ حسرت موہانی قیمت فی جلد ۲

یادگار وفا۔ انتخاب دیوان حکیم عبد الہادی خاں مرحوم وفا رامپوری ۵ ر	دیوان گستاخ۔ کرامت اللہ خاں صاحب مرحوم گستاخ رامپوری ۸
دیوان میر حسن۔ صاحب مثنوی مشہور۔ مرتبہ حسرت موہانی ۵ ر	دیوان مصحفی۔ مرتبہ حسرت موہانی ۸
" جرأت " " ۵ ر	" قائم چاندپوری " ۴

مجموعہ یعنی مثنوی سراپا سوز۔ اختر۔ اسرار محبت نواب محبت خاں و مثنوی طلعت الشمس شمس لکھنوی مع حالات اختر۔ محبت و شمس ۴

مولود مصطفوی۔ از مولوی سید آل حسن مرحوم موہانی ۳ ر	انوار العیون فی اسرار المکنون یعنی ملفوظات و حالات مخدوم احمد عبد الحق ردولوی ۸
شہادت نامہ سید الشہداء " " " ۳ ر	رسالہ اصلاح۔ مع الیضاح از شوق نیموی ۵
رسالہ وحدت وجود " " " ۱ ر	مسدس جنگی کربلا۔ مع تصویر مصنف محمد عبد الحمید حمید میرٹھی ۵
رسالہ تنقیح العبادت۔ مع حالات مصنف " ۱ ر	گلستان ادب۔ یعنی اردو زبان کے مشہور اور مستند انشا پردازوں اور شاعروں کے بہترین نثر و نظم کلام کا دلچسپ مجموعہ۔ قیمت ۱۲

نوٹ۔ تاجروں کے ساتھ خاص رعایت یعنی ۳۳ فیصدی کمیشن علاوہ محصول ڈاک۔

المشتہر

بیگم حسرت موہانی۔ حسرت روڈ۔ کانپور